

ترتیب

7	آداب زندگی
12	ذکر کی اہمیت و فوائد
13	ذکر باعث نجات ہے
13	ذکر خطاؤں کی معافی کا باعث ہے
14	ذکر اعمال کے اجر کو بڑھانے کا موجب ہے
14	ذکر شیطان کے اغواء سے بچانے والا ہے
15	ذکر کے معاملے میں نبی اکرم ﷺ کا طرز عمل
16	ذکر کے ذرائع
17	ذکر کی مختلف صورتوں اور نقلی عبادات میں باہمی ترتیب و تناسب
18	چند مسنون اذکار
18	ادعیائے ماثورہ اور ان کی اہمیت
19	رات کو یا دن کو سوتے وقت کی دعا
19	صبح اٹھنے کی دعا
20	طہارت خانے میں داخل ہونے کی دعا
20	فراغت کے بعد کی دعا
20	وضو سے پہلے کی دعا
20	وضو سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا
21	گھر سے نکلنے کی دعا
21	مسجد میں داخل ہونے کی دعا
21	مسجد سے باہر آنے کی دعا
21	گھر میں داخل ہونے کی دعا
22	کھانا شروع کرنے کی دعا
22	کھانا کھانے کے بعد کی دعا
22	صبح و شام عافیت کی دعا
22	سواری پر سوار ہونے کی دعا
23	کفارہ مجلس کی دعا

زادِ راہ

برائے مبتدی رفقاء

مجموعہ احادیث نبویہ علیہ السلام

مستمل بر

ایمان و جہاد، فضیلتِ قرآن مجید

وارکانِ اسلام

ترتیب و تدوین

رحمت اللہ بٹر

شائع کردہ :

تنظیمِ اسلامی

مرکزی دفتر: 67-A علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہولا ہور۔ 54000

فون: 36293939, 36316638, 36366638

ای میل: markaz@tanzeem.org ویب: www.tanzeem.org

23	استغفار کی اہمیت
23	نبی اکرم ﷺ کا اہتمام استغفار
24	استغفار کے فوائد
24	کلمات استغفار
24	سید الاستغفار
25	نماز و متعلقہ اذکار
25	تکبیر تحریمہ
25	دعائے استفتاح
26	تعوذ
26	تسمیہ
26	سورۃ الفاتحہ
26	رکوع کی تسبیحات
27	رکوع سے اٹھتے وقت کی دعا
27	قومہ (رکوع کے بعد) کی ایک مسنون دعا
27	سجدہ کی تسبیح و مسنون دعا
27	جلسہ (دوسجدوں کے درمیان) کی مسنون دعائیں
28	تشہد
28	دروود شریف
28	آخری تشہد کی دعائیں
30	تسلیم
30	دعائے قنوت
30	نماز کے بعد کے اذکار
31	تہجد کی اہمیت
33	تہجد کی دعا
34	ایمان کے مظاہر
35	حقیقت ایمان تقدیر پر مکمل اعتماد سے حاصل ہوتی ہے
35	ایمان کی بنیاد پر پیدا ہونے والی تین عالی شان صفات

35	مومن دوسرے مسلمانوں کے لیے باعث امن و سکون ہوتا ہے
36	جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت
37	امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی جہاد کی ایک قسم ہے
39	فریضہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ترک کرنا اللہ کے عذاب کا باعث ہے
40	امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے پس منظر میں انسانی معاشرے کے لیے مثال
41	غلبہ دین کی جدوجہد اخوت رسول اللہ ﷺ کے حصول کا ذریعہ ہے
43	ارکان اسلام کی فضیلت و اہمیت
43	نماز
44	کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے
44	فرض نماز مسجد میں (باجماعت) ادا کرنا اسلام کے شعائر میں سے ہے
44	باجماعت نماز کا اجر و ثواب
44	جماعت کی اہمیت
45	ارکان نماز کو اطمینان سے ادا کرنے کی اہمیت
46	نماز سمجھ اور شعور کے ساتھ پڑھنی چاہیے
47	مسجد میں دوسرے نمازیوں کا خیال رکھنا
47	صف بندی
48	بندہ مومن کا کپڑا ٹخنوں سے اوپر
49	سنن مؤکدہ
49	نوافل و سنن گھروں میں پڑھنے کی فضیلت
50	تحیۃ المسجد
50	اذان و نماز کے درمیانی وقفے میں نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے
51	اجتماع جمعہ میں اول وقت حاضر ہونے کی اہمیت
51	سجدے میں دعا کی اہمیت
52	زکوٰۃ
52	فرضیت زکوٰۃ
52	زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

53	صوم
53	بغیر عذر رمضان کا روزہ چھوڑنے کی مذمت
53	مسنون روزوں کا بیان
55	ہرمہ کے تین مسنون روزے ایام بیض میں رکھنے مستحب ہیں
56	جمعرات کو قیام اللیل اور جمعہ کو روزے کے لیے مخصوص کر لینے کی ممانعت
56	حج و عمرہ
56	باوجود استطاعت کے حج نہ کرنے کی حرمت
57	حج اور عمرے کا اجر و ثواب
57	عظمت قرآن
58	فتنوں سے بچ نکلنے کا راستہ قرآن ہے
59	مسلمانوں کا عروج و زوال قرآن حکیم سے وابستہ ہے
60	قرات قرآن کی افضل صورت
60	قرآن میں بکثرت مشغول رہنے کی فضیلت
61	قرآن کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے
62	تعلیم و تعلم قرآن
62	علم دین اور قرآنی حلقوں کی فضیلت
64	قرآن کو حصول دنیا کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے
65	علم کی فضیلت
65	علم دین انبیائے کرام کی میراث ہے
66	دین کا علم رکھنے والے کی عام عبادت گزاردی پر فضیلت
67	خود علم سیکھ کر آگے سکھانا چاہیے
67	علم دین کو دنیاوی اغراض کے لیے استعمال کرنے کی مذمت
67	اہل علم کو باعمل اور دنیاوی لالچ سے دور ہونا چاہیے
68	اسلام میں حسن اخلاق کی اہمیت
68	بہترین مسلمان وہ ہیں جو اچھے اخلاق والے ہیں
68	اچھے اخلاق کے حامل بندہ مومن کی فضیلت
69	جنت کے گھر کی حسن اخلاق سے مشروط ضمانت

69	تواضع اختیار کرنے کا اجر
69	ادلے بدلے میں نیکی کا تصور پسندیدہ نہیں ہے
70	اسلام کے تصور اخلاق میں حیا بھی شامل ہے
70	حیا کا جامع تصور
71	اخلاقی برائیوں کا بیان
71	جھوٹ ہنسی مذاق میں بھی جائز نہیں
72	نواخلاقی برائیوں کا بیان
73	غصے سے بچنے کے حوالے سے نبوی وصیت
73	انسان خیر و شر میں بنیادی تمیز رکھتا ہے
74	قاضی یا عدالت کا فیصلہ بھی ناحق کو حق نہیں بنا سکتا
75	کبیرہ گناہوں میں سے تین بڑے گناہ
76	دعا کی اہمیت
76	قبولیت دعائے بندہ مسلم
77	دعا قبولیت کی امید رکھتے ہوئے اچھے گمان کے ساتھ مانگنی چاہیے
77	درود و سلام کی فضیلت
79	مختصر درود شریف
79	صدقات و انفاق
79	سات قابل رشک و قابل تقلید کردار
80	سوال کرنے کی ممانعت
81	سوال محتاجی کا دروازہ کھولتا ہے
82	زہد کا بیان
82	دنیا کی حقیقت
83	آخرت کو غم بنا لیا جائے تو پھر کوئی غم، غم نہیں رہتا
83	جنت مخالفتِ نفس اور آزمائش کے سائے میں ملتی ہے

آدابِ زندگی^(۱)

مسجد کے آداب

1- مسجد کی خدمت کیجیے اور اس کو آباد رکھیے، مسجد کی خدمت کرنا اور اس کو آباد رکھنا ایمان کی علامت ہے۔ خدا کا ارشاد ہے۔

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ (التوبة: 18)

”خدا کی مسجد کو وہی لوگ آباد رکھتے ہیں جو خدا پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔“

2- مسجد کو صاف ستھرا رکھیے، مسجد میں جھاڑو دیجیے، کوڑا کرکٹ صاف کیجیے، خوشبو لگائیے، خاص طور پر جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو میں بسانے کی کوشش کیجیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”مسجد میں جھاڑو دینا، مسجد کو پاک و صاف رکھنا، مسجد کا کوڑا کرکٹ باہر پھینکنا، مسجد میں خوشبو سلگانا، بالخصوص جمعہ کے دن مسجد کو خوشبو میں بسانا جنت میں لے جانے والے کام ہیں۔“ (ابن ماجہ) اور نبی ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”مسجد کا کوڑا کرکٹ صاف کرنا حسین آنکھوں والی حور کا مہر ہے۔“ (طبرانی)

3- مسجد میں سکون سے بیٹھیے اور دنیا کی باتیں نہ کیجیے۔ مسجد میں شور مچانا، ٹھٹھا مذاق کرنا، بازار کے بھاؤ پوچھنا اور بتانا، دنیا کے حالات پر تبصر کرنا اور خرید و فروخت کا بازار گرم کرنا مسجد کی بے حرمتی ہے۔ مسجد خدا کی عبادت کا گھر ہے اس میں صرف عبادت کیجیے۔

4- مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھیے اور نبی ﷺ پہ درود و سلام بھیجتے ہوئے مسجد میں داخلے کی دعا پڑھیے۔ مسجد سے نکلتے وقت بھی اس طرز عمل کا اہتمام کیجیے۔ اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھیے، اس نماز کو تحیۃ المسجد

(۱) انتخاب باختصار کثیر و تصرف بپیر از آداب زندگی، مصنفہ مولانا یوسف اصلاحیؒ۔ کتاب ہذا رفقاء تنظیم

اسلامی کے ترقیاتی نصاب میں شامل ہے۔ رفقاء کرام کو اپنے مراکز سے حاصل کر کے اس کے مطالعے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

کہتے ہیں، اسی طرح جب کبھی سفر سے واپسی ہو تو سب سے پہلے مسجد پہنچ کر دو رکعت نفل پڑھیے اور اس کے بعد اپنے گھر جائیے۔ نبی ﷺ جب بھی سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جا کر نفل پڑھتے اور پھر اپنے گھر تشریف لے جاتے۔

سونے اور جاگنے کے آداب

- 1- عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونے سے پرہیز کیجیے۔
- 2- رات گئے تک جاگنے سے پرہیز کیجیے۔ شب میں جلد سونے اور سحر میں جلد اٹھنے کی عادت ڈالیے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”عشاء کی نماز کے بعد تو یا ذکر الہی کے لیے جاگا جاسکتا ہے یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنے کے لیے۔“
- 3- سونے سے پہلے وضو کرنے کا بھی اہتمام کیجیے اور پاک و صاف ہو کر سویئے۔ اگر ہاتھوں میں چکنائی وغیرہ لگی ہو تو ہاتھوں کو خوب اچھی طرح دھو کر سویئے۔
- 4- سونے سے پہلے بستر اچھی طرح جھاڑ لیجیے اور اگر کبھی سوتے سے کسی ضرورت کے لیے اٹھیں اور پھر آ کر لیٹیں تب بھی بستر اچھی طرح جھاڑ لیجیے۔
- 5- بستر پر پہنچنے پر قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور پڑھیے، نبی ﷺ سونے سے پہلے قرآن پاک کا کچھ حصہ ضرور تلاوت فرماتے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”جو شخص اپنے بستر پر آرام کرنے کے وقت کتاب اللہ کی کوئی سورت پڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو ہر تکلیف دہ چیز سے اس کے بیدار ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے، خواہ وہ کسی بھی وقت نیند سے بیدار ہو۔“ (احمد)
- 6- جب سونے کا ارادہ کریں تو دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر دائیں کروٹ پر لیٹیں (اور سوتے وقت کے مسنون اذکار پڑھ کر اور دعائیں مانگ کر سویئے)۔

کھانے پینے کے آداب

کھانا خدا کا رزق ہے، اس میں عیب نہ نکالا جائے نہ اس کو گھٹیا کہا جائے۔ کھانے کو

(حقارت سے) دال روٹی کہہ کر اس کی قدر نہیں گھٹانی چاہیے۔ کھانے کو کبھی برا نہ کہیں۔

- 1- کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئیں مگر کسی چیز سے خشک نہ کریں۔
- 2- بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں اور اگر بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَکَ وَ الْآخِرَہُ پڑھ لیں۔
- 3- دائیں ہاتھ سے اور اپنے سامنے سے کھایا جائے۔
- 4- کھانا بھوک لگنے پر ہی کھائیے اور جب کچھ بھوک باقی ہو تو اٹھ جائیے۔ بھوک سے زیادہ تو ہرگز نہ کھائیے۔
- 5- کھانے پینے کی فطری نشست بیٹھنا ہی ہے لہذا بیٹھ کر کھایا پیا جائے البتہ کسی مجبوری کے وقت کھڑے بھی کھایا پیا جاسکتا ہے۔
- 6- کھانے پینے کی چیزوں پر پھونک نہ ماریے۔
- 7- پانی تین سانسوں میں ٹھہر ٹھہر کر پیئیں۔ اس سے پانی ضرورت کے مطابق پیا جاتا ہے اور آسودگی بھی اچھی طرح ہو جاتی ہے۔ یکبارگی پورا برتن پیٹ میں انڈیل دینا تکلیف کا باعث بن سکتا ہے۔
- 8- تنگ منہ والے برتنوں سے پانی نہ پیئیں بلکہ چوڑے منہ والے برتن مثلاً آنچورے (گلاس) وغیرہ سے پیئیں تاکہ منہ میں جانے والا پانی نظر آتا رہے کہ مبادا کوئی کیڑا مکوڑا منہ میں نہ چلا جائے۔
- 9- کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور مسنون دعا پڑھیں۔

اسلام کے آداب

- 1- جب آپ اپنے گھر میں داخل ہوں تو گھر والوں کو سلام کریں۔
- 2- دوسرے کے گھر جائیں تو بھی سلام کیے بغیر گھر کے اندر نہ جائیں (بلکہ سلام کرنے اور اجازت ملنے کے بعد داخل ہوں)۔
- 3- سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کیجیے۔ اگر کبھی خدا نخواستہ کسی سے اُن بن ہو جائے تب بھی سلام کرنے اور صلح صفائی کرنے میں پہل کیجیے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ”وہ

آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔“

- 4- چھوٹے بچوں کو بھی سلام کریں۔ یہ بچوں کو سلام سکھانے کا بہترین طریقہ بھی ہے اور سنت بھی۔
- 5- ہمیشہ زبان سے ”السلام علیکم“ کہہ کر سلام کریں اور ذرا اونچی آواز سے سلام کریں تاکہ وہ شخص سن سکے جسے آپ سلام کر رہے ہیں۔ البتہ جس کو آپ سلام کر رہے ہیں وہ دور ہے تو ایسی حالت میں اشارہ بھی کریں۔ نامحرم عورتوں کو سلام نہیں کرنا چاہیے۔
- 6- حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ چھوٹا شخص بڑے کو، چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، سواری پر چلنے والا پیدل چلنے والوں کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔
- کئی لوگوں میں سے ایک آدمی سلام کرے تو کافی ہے، اس طرح کئی لوگوں میں سے ایک آدمی کا جواب کفایت کرے گا۔ جواب میں ”وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ“ کہا جائے۔
- 7- ان حالات میں سلام کرنے سے پرہیز کریں۔
 - ۱- جب لوگ تلاوت کر رہے ہوں یا پڑھنے پڑھانے یا سننے میں مصروف ہوں۔
 - ۲- خطبہ دینے اور سننے میں مصروف ہوں۔
 - ۳- کوئی اذان یا تکبیر کہہ رہا ہو۔
 - ۴- لوگ عبادت کر رہے ہوں۔
 - ۵- لوگ درس و تدریس میں مصروف ہوں۔
 - ۶- جب کوئی قضائے حاجت کے لیے بیٹھا ہو۔
 - ۷- لوگ سوئے ہوئے ہوں یا مراقبہ کی حالت میں ہوں۔

ادب و احترام

قرآن پاک اور احادیث میں ادب و احترام پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ سورۃ

الحجرات میں ارشاد ہوتا ہے ﴿لَا تَقْدَمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ اللہ اور اس کے رسول سے آگے آگے مت جاؤ۔ (اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ) بزرگوں سے آگے آگے جانے کی کوشش نہ کرو۔ یہ سوائے ادب ہے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ((كَيْسٌ مِّنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُؤَقِّرْ كَبِيرَنَا)) (سنن ترمذی) ”جس نے ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کی اور جس نے ہمارے بڑوں کا احترام نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

اکثر عام لوگ ادب و احترام کی حقیقت نہیں جانتے۔ ادب و احترام دراصل کسی کو راحت پہنچانا اور فرمانبرداری کرنا ہے۔ یہ صرف زبانی جمع خرچ کا نام نہیں ہے۔ دوسرے الفاظ میں کسی کے دل کو خوش کرنا اور اس کی دلآزاری سے بچنا حقیقی ادب و احترام ہے۔ البتہ یہ بات اس سے مستثنیٰ ہے کہ کسی کی تربیت کے لیے اس پر سختی کی جائے۔

آداب مجلس

1- کام کرنے والے آدمی کے ساتھ بلا ضرورت بیٹھنا اور اس کا وقت ضائع کرنا بری بات ہے۔

2- مجلس میں جانا پڑے تو جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے۔ لوگوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر آگے جانے کی کوشش آداب کے خلاف ہے۔ اسی طرح پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں کو چاہیے کہ وہ قریب قریب ہو کر نئے آنے والوں کے لیے جگہ بناتے رہیں۔

3- مولیٰ، پیاز اور لہسن کھانے کی صورت میں کسی مجلس میں نہیں جانا چاہیے۔ مجلس میں ناک بھوں چڑھا کر نہ بیٹھا جائے۔

4- بزرگوں کے ساتھ اونچی آواز میں نہ بولا جائے۔ اپنی آواز ان کی آواز سے پست رکھی جائے۔ دور سے کسی کے ساتھ بلند آواز میں بات کرنے سے (حتی الامکان) پرہیز کریں۔

5- جو دو افراد مجلس میں ارادۂ اکٹھے بیٹھے ہوں، ان کے درمیان بیٹھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

6- مجلس میں جو گفتگو ہو رہی ہے اس میں حصہ لیجیے۔ مجلس میں غمگین اور مغموم ہو کر نہ بیٹھیں بلکہ مسکراتے چہرے کے ساتھ ہشاش بشاش بیٹھیں۔

7- کوشش کریں کہ کوئی مجلس خدا اور آخرت کے ذکر سے خالی نہ رہے۔ گفتگو کا رخ حکمت کے ساتھ کسی دینی موضوع کی طرف پھیرنے کی کوشش کریں اور جب محسوس کریں کہ حاضرین دینی گفتگو میں دلچسپی نہیں لے رہے ہیں تو گفتگو کا رخ کسی دنیوی مسئلہ کی طرف پھیر دیں۔

8- مجلس میں دو آدمی آپس میں چپکے چپکے باتیں نہ کریں۔ اس سے دوسروں کو یہ احساس ہوگا کہ انھوں نے ہمیں اپنی راز کی باتوں میں شریک کرنے کے قابل نہیں سمجھا اور یہ بدگمانی بھی ہو سکتی ہے کہ شاید ہمارے بارے ہی میں کوئی بات کہہ رہے ہوں۔

9- مجلس میں جو کچھ کہنا ہو صدر مجلس سے اجازت لے کر کہئے اور گفتگو یا سوال و جواب میں ایسا انداز اختیار نہ کریں کہ آپ ہی صدر مجلس معلوم ہونے لگیں۔

10- مجلس برخاست کرتے وقت برخاستگی مجلس کی دعا کا اہتمام کیجیے۔

ذکر کی اہمیت وفوائد

☆ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَثَلُ الذِّكْرِ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالذِّكْرُ لَا يَذْكُرُهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)) (بخاری)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان کی (باہم) مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔“

فائدہ: زندگی سے مراد روحانی بالیدگی اور ایمان کی تروتازگی ہے۔ ذکر اصل میں ایمان کی تازگی کا باعث ہے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ذکر کو زندگی سے تشبیہ دی، ایک بندہ جو اللہ تعالیٰ کو خالق حقیقی مانتا ہے اور اس کے دل و دماغ اللہ کی اس خلّاقیت پر یقین رکھتے ہیں تو پھر اس کے ”سبحان اللہ“ کہنے سے واقعتاً اس کے اندر ایمان کی بہار مہکنے لگے گی۔ اسی طرح اللہ کو دل و جان سے مالک ماننے والا جب ”اللہ اکبر“ کہے گا تو اس کے دل میں اللہ کے لیے موجود وارفنگی اور بندگی کے جذبات میں اور نکھار آئے گا۔ اس کے لیے ضروری یہ ہے کہ انسان اللہ پر کامل ایمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی

عظمت و بزرگی اور اپنی عاجزی و لا چاری کو ذہن میں رکھتے ہوئے پورے شعور و ادراک سے ذکر کرے۔ محض کچھ الفاظ کو یاد کر کے بے دھیانی سے دہراتے رہنا کوئی مطلوب طریقہ عمل نہیں۔

ذکر باعثِ نجات ہے

☆ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا عَمِلَ أَدَمِي عَمَلًا قَطُّ أَنْجَى لَهُ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ)) (مسند احمد)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”آدمی جو بھی اعمال کرتا ہے ان میں ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والا کوئی عمل نہیں ہے۔“

ذکر خطاؤں کی معافی کا باعث ہے

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((سَبَقَ الْمُفْرِدُونَ)) قَالُوا وَمَا الْمُفْرِدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الْمُسْتَهِتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا)) (سنن ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مفرد سبقت لے گئے۔“ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ”مفردون“ کون ہیں۔ فرمایا ”اللہ کے ذکر میں فریفتگی کا مظاہرہ کرنے والے، ذکر ان کے (گناہوں کے) بوجھ گردا دیتا ہے اور قیامت کے دن یہ لوگ (گناہوں کے) بوجھ سے ہلکے پھلکے پیش ہوں گے۔“

فائدہ: بعض روایات میں مفردون آیا ہے۔ دونوں کا لفظی معنی ہے کنارہ کشی اختیار کرنا، مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ کی یاد اور ذکر میں اس درجے دل لگ جائے کہ انسان غیر ضروری باتوں سے گریز کرتے ہوئے اللہ کی یاد میں ہی لگا رہے۔ البتہ اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ بندہ جائز دنیاوی گفتگو بھی نہ کرے کیونکہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے البتہ جائز گفتگو میں بھی اعتدال رہنا چاہیے اور دوران گفتگو مجلسی کلمات مثلاً سبحان اللہ، الحمد للہ، جزاک اللہ کا اہتمام کرنا چاہیے کہ یہ بھی ذکر کی ایک صورت ہے اور ایک بہترین صورت یہ ہے کہ انسان دنیاوی سے زیادہ دینی گفتگو کرے جو ذکر بھی ہے اور دعوت دین کا ذریعہ بھی۔ اس حدیث میں ذکر کا یہ فائدہ بیان ہوا ہے کہ اس کی برکت سے گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن یاد رہنا چاہیے کہ معافی کا یہ معاملہ صرف صغیرہ گناہوں کے

ساتھ ہوتا ہے۔ کبیرہ گناہ نیکی کے اثر سے زائل نہیں ہوتے بلکہ ان کی معافی کے لیے توبہ لازمی شرط ہے۔

ذکر اعمال کے اجر کو بڑھانے کا موجب ہے

☆ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ فَقَالَ أَيُّ الْجِهَادِ أَعْظَمُ أَجْرًا قَالَ ((أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا)) قَالَ فَأَيُّ الصَّائِمِينَ أَعْظَمُ أَجْرًا قَالَ ((أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا)) ثُمَّ ذُكِرَ لَنَا الصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ وَالْحَجُّ وَالصَّدَقَةُ كُلُّ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ ((أَكْثَرُهُمْ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ذِكْرًا)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ يَا أَبَا حَفْصٍ ذَهَبَ الذَّاكِرُونَ بِكُلِّ خَيْرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَجَلُ)) (مسند احمد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا آدمی جہاد میں سب سے بڑھ کر اجر پانے والا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”وہ آدمی جو اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والا ہے۔ اس نے پوچھا روزہ داروں میں زیادہ اجر پانے والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا ”ان میں سے اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والا“ پھر نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کے اجر کے بارے میں پوچھا گیا تو تمام چیزوں کے جواب میں اللہ کے رسول ﷺ یہی فرماتے رہے ”اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والا اجر میں بھی زیادہ ہے۔“ تب حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا اے ابو حفص اللہ کا ذکر کرنے والے تو کل خیر لے گئے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہاں ایسا ہی ہے۔“

فائدہ: مختلف عبادات، جہاد اور اقامت دین کی جدوجہد اگرچہ اپنی ذات میں باعثِ اجر ہیں لیکن اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اگر ان کے ساتھ ساتھ ذکر کا اہتمام بھی کیا جائے تو اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے۔ بہترین ذکر وہی ہے جو عبادات و جہاد کے ساتھ ساتھ ہو جیسا کہ حدیث میں ذکر ہوا۔

ذکر شیطان کے اغواء سے بچانے والا ہے

☆ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ الشَّيْطَانُ جَاءَنِي عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ فَإِذَا سَهَا وَغَفَلَ

وَسُوْسَ وَادَا ذَكَرَ اللَّهُ حَنَسَ (مصنف ابن ابی شیبہ)

سیدنا ابن عباسؓ کہتے ہیں ”شیطان انسان کے دل کی طرف تھوٹنی لگے رہتا ہے پس جب انسان (اللہ کو) بھولتا اور غفلت کا شکار ہوتا ہے تو پھر شیطان دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو پھر شیطان پیچھے بھاگ جاتا ہے۔“

فائدہ: شیطان انسان کو غافل پا کر اس کے قلب پر حملہ آور ہوتا ہے لہذا دل میں ہر وقت اللہ کی یاد دہانی چاہیے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذکر جس میں انسان کے ہونٹ مل رہے ہوں لیکن دل کہیں اور لگا ہو اور دماغ کا روبرو باری بکھیروں کے حل میں مشغول ہو فائدہ مند نہیں بلکہ وہی ذکر فائدہ مند ہے جس میں زبان سے نکلنے والے الفاظ کا شعور بھی حاصل ہو اور ان کی تاثیر سے دل معمور ہو۔

☆ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَعَظَ يَحْيَى ابْنُ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ فِي وَعْظِهِ ((أَمْرُكُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ كَثِيرًا وَمَثَلُ ذِكْرِ اللَّهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ طَلَبَهُ الْعُدُوُّ سِرَاعًا فِي آثَرِهِ حَتَّى آتَى حِصْنًا حَصِينًا فَأَحْرَزَ نَفْسَهُ فِيهِ كَذَلِكَ الْعَبْدُ لَا يَنْجُو مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ)) (ترمذی وابن حبان وابن خزیمہ واللفظ له)

نبی اکرم ﷺ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ایک وعظ کا ذکر فرمایا کہ انھوں نے اپنے وعظ میں فرمایا ”اے لوگو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیتا ہوں اور ذکر کی مثال یوں ہے جیسے ایک آدمی کہ دشمن اس کی تلاش میں ہو اور تیزی سے اس کے پیچھے لگا رہا ہو کہ اتنے میں وہ ایک محفوظ قلعے تک جا پہنچے اور خود کو اسی میں محفوظ کر لے۔ اسی طرح انسان کا معاملہ ہے کہ وہ ذکر اللہ کے بغیر خود کو شیطان سے نہیں بچا سکتا۔“

فائدہ: انسان کا دشمن شیطان ہے جو اس کے پیچھے لگا ہے جب کہ اس سے بچاؤ کا قلعہ اللہ کا ذکر ہے ہمیں اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ذکر کے معاملے میں نبی اکرم ﷺ کا طرز عمل

☆ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَقُومُ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا عَلَى ذِكْرِ (وفی نسخۃ ذکر اللہ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کسی مجلس میں نہ بیٹھتے تھے اور نہ کھڑے ہوتے تھے مگر اللہ کے ذکر کے ساتھ۔

(الشمائل المحمدية لترمذی باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ)

ذکر کے ذرائع

اللہ کی یاد کے مختلف ذرائع ہیں ان میں سے اہم ترین مندرجہ ذیل ہیں۔

1- قرآن: اللہ نے قرآن کو ذکر قرار دیا اور فرمایا۔

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹)

”بے شک ہم ہی نے یہ ذکر (یعنی قرآن حکیم) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔“

اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا

﴿ذَلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ﴾ (الاعراف: ۵۸)

”یہ ہے جو (اے نبی) ہم تلاوت کرتے ہیں آپ پر آیات میں سے اور حکمت بھرے ذکر میں سے۔“

2- اللہ کی تسبیح و تحمید اور تہلیل^(۱) و تکبیر ان کلمات کے ذریعے سے کرنا جو نبی اکرم ﷺ نے سکھائے ہیں مثلاً ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ وغیرہ^(۲) ان کلمات کو اصطلاح میں اذکار مسنونہ کہا جاتا ہے۔ احادیث میں ان اذکار کی بہت فضیلت اور اجر و ثواب بیان ہوا ہے۔

3- نبی اکرم ﷺ نے مختلف معمولات زندگی کو انجام دیتے وقت اللہ کے ذکر اور شکر و دعا

(۱) لا الہ الا اللہ کہنا (۲) اللہ کی جلالت شان و صفات عالیہ کا اپنے الفاظ میں بیان کرنا مثلاً اللہ دیکھتا سنتا ہے ہر چیز پر قادر ہے وغیرہ بھی اللہ کے ذکر میں شامل ہے۔ اللہ کے اوامر و نواہی کا ذکر کرنا کہ وہ فلاں کام کا حکم دیتا ہے فلاں کام سے روکتا ہے یا فلاں کاموں سے خوش ہوتا ہے اور فلاں سے ناراض ہوتا ہے اور پھر اس ممنوعہ کام کے ارتکاب سے باز رہنا اور مامور بہ کو انجام دینا بھی ذکر میں شامل ہے (ملخصاً من الوابل الصیّب بن الکلم الطیب لا بن قیم)۔ اس تشریح کی رو سے تذکرہ و موعظت، دعوت و تبلیغ اور درس و تدریس اور طاعت الہی بھی اللہ کے ذکر میں شامل ہیں۔

پر مبنی کلمات اختیار فرمائے۔ یہ بھی ذکر کی ایک قسم ہے۔ اصطلاح میں ان کا نام ”ادعیائے ماثورہ“ ہے۔

4- اللہ سے دعا واستغفار بھی نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق اللہ کے ذکر میں شامل ہے۔

5- نماز دین کا بنیادی ستون ہونے کے ساتھ ”ذکر اللہ“ کی ایک قسم بھی ہے بلکہ اقامت نماز کا مقصد ہی اللہ کا ذکر قرار دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾ (طہ: 14) ”نماز قائم کرو میری یاد کے لیے“۔ نماز مندرجہ بالا تمام اقسام ذکر کا مجموعہ ہے اس لیے جامع ترین ذکر یہی ہے۔

ذکر کی مختلف صورتوں اور نقلی عبادات میں باہمی ترتیب و تناسب

☆ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّكْبِيرُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصَّدَقَةُ أَفْضَلُ مِنَ الصَّوْمِ وَالصَّوْمُ جَنَّةٌ مِنَ النَّارِ)) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا افضل ہے قرآن مجید کے نماز کے علاوہ پڑھنے سے اور قرآن مجید کا نماز کے علاوہ پڑھنا افضل ہے تسبیح و تکبیر یعنی ذکر و اذکارِ مسنونہ سے (کیونکہ وہ ذکر ہے) اور تسبیح و تکبیر صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ دینا (نفل) روزہ رکھنے سے بہتر ہے اور روزہ کا معاملہ یہ ہے کہ وہ (آگ سے بچنے کے لیے) ڈھال ہے۔“

فائدہ: قرآن حکیم کی یہ فضیلت مجرد ذکر کے مقابلے میں ہے ورنہ جن مخصوص مواقع پر آپ ﷺ نے مخصوص دعائیں یا اذکار سکھائے ہیں ان مواقع پر انہی کا اہتمام کرنا باعث فضیلت ہوگا جیسے نماز کے دوران کی تسبیحات اور بعد کے اذکار و معمولاتِ زندگی اور مختلف مواقع کے ساتھ منسلک دعائیں وغیرہ۔

چند مسنون اذکار^(۱)

☆ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ)) (ترمذی)

حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے نبی اکرمؐ کو فرماتے سنا کہ افضل ذکر ”لا الہ الا اللہ“ ہے۔
☆ ((سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)) (بخاری و مسلم)

”اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ سارا شکر اللہ کے لیے ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے۔ کسی میں کوئی طاقت اور قوت نہیں، مگر اللہ ہی کی طرف سے۔“

☆ ((سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ)) (بخاری)
اللہ کے لیے پاکی ہے اس کی حمد کے ساتھ، پاکی اللہ کے لیے ہے جو بہت عظیم ہے۔

ادعیائے ماثورہ اور ان کی اہمیت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِذِكْرِ اللَّهِ أَقْطَعُ)) (سنن دار قطنی)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہر قابل توجہ کام جو اللہ کے ذکر سے نہ شروع کیا جائے ناقص و محروم برکت ہے۔“

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِبِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَقْطَعُ))

(الجامع الكبير لسيوطی وقال شمس الحق العظيم آبادی حدیث حسن)
سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہر وہ قابل توجہ کام جو ’بسم اللہ‘

(۱) مسنون اذکار اور دعاؤں کا ایک بڑا ذخیرہ کتب احادیث میں موجود ہے جب کہ ان پر مشتمل کتابچے بھی عام دستیاب ہیں۔ ان کتابچوں سے اپنے حالات اور ذوق کے مطابق دعاؤں اور اذکار کو یاد کر کے اپنا معمول بنانا چاہیے۔

الرحمن الرحيم‘ سے نہ شروع کیا جائے ناقص اور محروم برکت ہے۔“

پہلی روایت میں اللہ کے ذکر اور اس روایت میں بسم اللہ کا ذکر ہوا ہے جب کہ بعض روایات میں اللہ کی حمد کا ذکر ہوا ہے، عام طور پر گفتگو و خطاب کے شروع میں جو خطبہ پڑھا جاتا ہے وہ اللہ کی حمد سے شروع ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے ذکر کے طور پر بعض کاموں کے آغاز کے لیے ان کاموں سے مناسبت رکھنے والی دعائیں اختیار فرمائیں لہذا جن کاموں کے متعلق کوئی دعا موجود ہے وہ اسی سے شروع کرنے چاہئیں۔ البتہ جن کاموں کے متعلق کوئی دعا منقول نہ ہو تو وہ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ سے شروع کرنے چاہئیں۔

☆ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ كَبِيرُضِي عَنِ الْعَبْدِ يَأْكُلُ الْأَكْلَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا وَيَشْرَبُ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدُهُ عَلَيْهَا)) (مسلم)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے راضی رہتے ہیں جو کچھ کھائے تو اللہ کا شکر کرے اور کچھ پیئے تو اللہ کا شکر کرے۔“

نوٹ: بندگی کا لازمی وصف خالق حقیقی کا شکر ہے۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ ہندگی کے اعلیٰ ترین رتبے پر فائز تھے لہذا آپ ﷺ نے کھانے پینے کے علاوہ دیگر تمام امور کی انجام دہی کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنے کو پسند فرمایا تو اس کے لیے بھی دعائیں اختیار فرمائیں اور ان دعاؤں میں اس کام کی مناسبت سے الفاظ شامل فرمائے۔ ذیل میں معمولات زندگی کے متعلق آپ ﷺ کی مسنون دعائیں دی جا رہی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان دعاؤں کو یاد کریں اور اپنے معمولات کا جزو لازم بنائیں۔

رات کو یا دن کو سوتے وقت کی دعا

☆ ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) (بخاری و مسلم)

”اے اللہ میں تیرے نام کے ساتھ سوتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ جاگتا ہوں۔“

صبح اٹھنے کی دعا

☆ ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانِي بَعْدَ مَا أَمَاتَنِي وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)) (بخاری و مسلم)

”کل شکر اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے زندگی بخشی اس کے بعد کہ مجھ پر موت طاری ہو گئی تھی

اور اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

طہارت خانے میں داخل ہونے کی دعا

☆ ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ)) (بخاری و مسلم)

”اے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں جنوں اور جہنیوں کے شر سے۔“

فراغت کے بعد کی دعا

☆ ((غُفْرَانَكَ)) ”اے اللہ میں تیری بخشش مانگتا ہوں۔“ (ابوداؤد)

☆ ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي)) (ترمذی)

”سارا شکر اس اللہ کے لیے ہے جس نے تکلیف دہ مادے کو مجھ سے دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔“

وضو سے پہلے کی دعا

☆ ((بِسْمِ اللَّهِ)) ”اللہ کے نام کے ساتھ“ (ابوداؤد)

وضو سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا

☆ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) (مسلم)

”نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“

ترمذی کی روایت میں یہ اضافہ ہے:

☆ ((اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ)) (ترمذی)

”اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل کر جو خوب توبہ کرتے رہتے ہیں اور (ہر وقت) خوب پاک صاف رہتے ہیں۔“

☆ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي))

(رواہ النسائی فی سنن الکبری باب ما یقول اذا توضا وعمل الیوم واللیلة)

”اے اللہ میرے گناہ معاف کر دے اور میرے لیے میرے گھر میں کشادگی اور رزق میں برکت پیدا کر دے۔“

گھر سے نکلنے کی دعا

☆ ((بِسْمِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)) (ابوداؤد)

”اللہ کے نام سے، اسی پر توکل کرتے ہوئے کوئی طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے“

مسجد میں داخل ہونے کی دعا

☆ ((بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) (مسلم، ابوداؤد، مسند ابو یعلیٰ)

”اللہ کے نام سے اور رحمت و سلامتی ہو نبی اکرم ﷺ پر۔ اے اللہ میرے لیے رحمت کے دروازے کھول دے۔“

مسجد سے باہر آنے کی دعا

☆ ((بِسْمِ اللَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)) (صحیح مسلم، سنن ابی داؤد)

”اللہ کے نام سے اور رحمت و سلامتی ہو نبی اکرم ﷺ پر۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوالی ہوں۔“

گھر میں داخل ہونے کی دعا

☆ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْجِبِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللَّهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللَّهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللَّهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا)) (ابوداؤد)

”اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی بھلائی کا۔ ہم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلتے اور داخل ہوتے ہیں اور ہم اپنے رب اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔“

کھانا شروع کرنے کی دعا

☆ ((بِسْمِ اللَّهِ)) (وَعَلَى بَرَکَةِ اللَّهِ) ^(۱)

”اللہ کے نام سے اور (اس کی برکت کی امید) پر۔“ (بخاری)

ابتدا میں بسم اللہ نہ کہی جاسکتا تو یاد آنے پر یہ دعا پڑھنا چاہیے

☆ ((بِسْمِ اللَّهِ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ)) (ترمذی)

”اللہ کے نام سے کھانے کا اول بھی اور آخر بھی“

کھانا کھانے کے بعد کی دعا

☆ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ)) (ترمذی)

”سارے شکر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے کھلایا، پلایا اور مجھے کر دیا اپنے فرمانبرداروں میں سے۔“

صبح و شام عافیت کی دعا

☆ ((اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) (ترمذی)

”میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کامل التائید کلمات کی تمام مخلوق کی شرارتوں سے۔“

سواری پر سوار ہونے کی دعا

☆ ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرْنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ (سورة الزخرف: 13)

”پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لیے مسخر کر دیا ہے اور ہم اس کو قابو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور بے شک ہم اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔“

(۱) یہ ابوداؤد اور ابن ماجہ کے الفاظ ہیں۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے عمومی طور پر کسی بھی کام کو شروع کرتے وقت بسم اللہ کے ساتھ یہ الفاظ ادا کرنا منقول ہے۔

کفارہ مجلس کی دعا

☆ ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی کفّارة المجلس)

”پاک ہے تو اے اللہ اور اپنی خوبیوں کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کوئی معبود نہیں آپ کے سوا میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں“

استغفار کی اہمیت

نبی اکرم ﷺ کا اہتمام استغفار

☆ عَنِ الْأَعْرِزِيِّ الْمُرْنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّهُ لَيُغَانُ عَلَى قَلْبِي، وَإِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ)) (مسلم)

حضرت اعزّی المرّنیؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بے شک میرے دل پر بھی ایک حجاب سا چھا جاتا ہے اور بے شک میں دن میں سو مرتبہ اللہ کی جناب میں توبہ واستغفار کرتا ہوں۔“

فائدہ: نبی اکرم ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ مجھ پر حجاب سا آ جاتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ﷺ اللہ سے غافل ہو جاتے تھے بلکہ آپ ﷺ خدا شناسی اور معرفت کے اتنے بلند مقام پر فائز تھے کہ ہر وقت آپ کا اللہ تعالیٰ سے ایک تعلق و رابطہ رہتا تھا۔ اپنے تقرب و تعلق کے لحاظ سے آپ حساس بھی بہت تھے۔ اسی حساسیت کا مظہر تھا کہ آپ ﷺ ذرا بھی محسوس کرتے کہ تعلق میں کچھ کمی ہے یا تقرب بڑھ نہیں رہا تو آپ ﷺ اسے حجاب سے تعبیر کرتے اور اللہ کی طرف رجوع کرتے اور اصل میں بندگی کا حاصل یہی ہے کہ انسان ہر وقت اپنی کمی پر نظر رکھے اور اگر اس کے ہاں ترقی نہیں ہو رہی تو اسے بھی اپنی کوتاہی تصور کرے اور اللہ سے استغفار کرے اور ہم لوگ تو واقعتاً اکثر اللہ سے دور ہی رہتے ہیں لہذا ہمیں استغفار کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے۔

☆ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَعْدُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةَ مَرَّةٍ ((رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ)) (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کا ایک مجلس میں سو بار یہ پڑھنا لگتے تھے ”اے میرے رب میری مغفرت کر دے، میری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

استغفار کے فوائد

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ، جَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَخْرَجًا وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَ رَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ)) (ابو داؤد)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو استغفار کو لازم پکڑ لے گا اللہ اس کے لیے ہر مشکل سے نکلنے کا راستہ اور ہر غم سے کشادگی عطا کرے گا اور اسے وہاں سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا۔“

کلمات استغفار

☆ ((أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) (ترمذی)

”میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ حی القيوم ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔“

سید الاستغفار

☆ ((اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) (بخاری)

”اے اللہ! تو میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تجھ سے کیے ہوئے عہد اور وعدہ پر اپنی طاقت کے مطابق قائم ہوں۔ تیری پناہ چاہتا ہوں برے کاموں کے وبال سے جو میں نے کیے۔ مجھے اقرار ہے تیری نعمتوں کا جو مجھ

پر تو نے کیس اور مجھے اقرار ہے اپنے گناہوں کا۔ پس مجھے بخش دے، کیونکہ سوائے تیرے کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔“

نوٹ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو آدمی رات یا دن میں ان کلمات پر یقین رکھتے ہوئے انہیں ادا کرے گا، اور وہ اگلا دن یا رات آنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کلمات کو صرف زبان سے ادا کرنا کافی نہیں بلکہ پورے شعور اور دلی یقین کے ساتھ ان کلمات کو ادا کرنا چاہیے یعنی اپنے گناہوں کا احساس کرتے ہوئے سچے دل سے توبہ کرنا چاہیے۔ پھر اس کے بعد امید ہے کہ اگر انسان مزید گناہ کیے بغیر اسی حالت میں فوت ہو گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

نماز و متعلقہ اذکار

تکبیر تحریمہ

☆ ((اللّٰهُ اَكْبَرُ)) ”اللہ سب سے بڑا ہے۔“

دُعائے افتتاح

☆ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ)) (ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

”پاک ہے تو اے اللہ! اپنی تعریف کے ساتھ اور بابرکت ہے تیرا نام اور بلند ہے تیری شان اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

☆ ((اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يَنْقَى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالْقَلْعِ وَالْبَرْدِ)) (صحيح البخارى)

”اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان دوری ڈال دے، جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے، اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے برف، پانی اور اولوں کے ساتھ دھو دے۔“

تَعَوُّذُ

☆ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ))

”اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے۔“

تسمیہ

☆ ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ))

”شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔“

سورة الفاتحة

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ ۝ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۝﴾

”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پالنے والا ہے سارے جہان کا۔ بے حد مہربان نہایت رحم والا، روز جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ بتلا ہم کو راہ سیدھی۔ راہ ان لوگوں کی جن پر تو نے فضل فرمایا، جن پر نہ تیرا غصہ ہوا اور نہ وہ گمراہ ہوئے۔“

اس کے بعد قرآن کریم کا کوئی ایک حصہ یا کوئی سورت پڑھ لی جائے۔

رکوع کی تسبیحات

☆ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ)) (ابو داؤد، ترمذی، نسائی)

”پاک ہے میرا رب عظمت والا۔“ (کم از کم تین دفعہ)

☆ ((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ)) (مسلم)

”بہت پاکیزگی والا بہت مقدس ہے فرشتوں اور روح کا رب“

نوٹ: نبی اکرم ﷺ اس دُعا کو بھی سجدہ میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

رکوع سے اٹھتے وقت کی دُعا

☆ ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))

”اللہ نے سنی اس بندہ کی جس نے اُس کی حمد کی“

((اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) (بخاری و مسلم)

”اے اللہ! ہمارے پروردگار تیرے ہی لیے ساری حمد و ستائش ہے۔“

قومہ (رکوع کے بعد) کی ایک مسنون دعا

☆ ((حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ)) (بخاری)

”بہت زیادہ شکر جو پاکیزہ ہے اور اس میں برکت ہے۔“

سجدہ کی تسبیح و مسنون دعا

☆ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) (ترمذی، نسائی، ابو داؤد)

”پاک ہے رب میرا جو بہت بلند ہے“۔ کم از کم تین مرتبہ

☆ ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي)) (بخاری و مسلم)

”پاک ہے تو اے اللہ اے ہمارے رب اپنی حمد کے ساتھ، اے اللہ تو مجھے بخش دے۔“

نوٹ: آپ ﷺ کبھی اس دعا کو رکوع میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

جلسہ (دوسجدوں کے درمیان) کی مسنون دعائیں

☆ ((رَبِّ اغْفِرْ لِي)) (ابو داؤد، ابن ماجہ)

”اے اللہ مجھے بخش دے“

☆ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي وَاجْعَلْنِي

وَارْقُوعِي)) (ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

”اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، صحت دے، رزق عطا فرما۔ میرا

نقصان پورا کر دے اور مجھے بلندی درجات عطا فرما۔“

تشہید

☆ ((الشَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، أَسْلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ أَسْلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) (بخاری و مسلم)

”تمام قوی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں (اور میں ان سب کا نذرانہ اللہ کے

حضور پیش کرتا ہوں) اے نبی ﷺ آپ پر سلامتی، اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت

اور بندگی کے لائق نہیں اور میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور

پیغمبر ہیں۔“

درویش ریف

☆ ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ))

”اے اللہ! اپنی خاص عنایت اور رحمت فرما حضرت محمد ﷺ اور اُن کے گھر والوں پر جیسے کہ

تو نے عنایت و رحمت فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے گھر والوں پر، تو حمد و ستائش کا

سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔“

((اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ

وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)) (بخاری و مسلم)

”اے اللہ! خاص برکتیں نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر اور اُن کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے

خاص برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے گھر والوں پر، تو حمد و ستائش کا سزا

وار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔“

آخری تشہید کی دُعا میں

(کوئی بھی قرآنی/مسنون دعا پڑھی جاسکتی ہے)

☆ ﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ﴾ رَبَّنَا
اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ (سورة ابراہیم: ۴۰، ۴۱)
”اے میرے رب مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی، اے رب ہماری دعا قبول
فرما۔ اے رب ہمارے بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور تمام مؤمنین کو جس دن
حساب قائم ہو۔“

☆ ﴿رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَيْنَاكَ عَذَابَ النَّارِ﴾
”اے رب ہمارے دے ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور ہمیں بچا دو زخ کے
عذاب سے۔“ (سورة بقرہ: 201)

☆ ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ
الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ
الْمَأْثِمِ وَالْمَغْرَمِ﴾ (بخاری و مسلم)

”اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کے
فتنہ سے اور تیری پناہ طلب کرتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ
چاہتا ہوں گناہ گار کرنے والی باتوں سے اور مقروض ہونے سے۔“

☆ ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ
الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ﴾ (رواہ مسلم)
اے اللہ میں آپ کی پناہ پکڑتا ہوں عذاب جہنم اور عذاب قبر سے، زندگی و موت کے فتنے اور
مسیح دجال کے فتنے کی برائی سے۔

☆ ﴿اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (بخاری)
”اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا پس مجھے
اپنی خاص مغفرت سے بخش دے اور مجھ پر رحم کر یقیناً تو ہی بخشنے والا بے حد رحم کرنے والا

ہے۔
تسلیم

☆ ((الْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ))

”سلام ہو تم پر، اور رحمت اللہ کی۔“ (دونوں طرف) (مسلم)

دعاے قنوت

☆ ((اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ (و نُوْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ) وَ نَشْئِي
عَلَيْكَ الْخَيْرَ (وَ نَشْكُرُكَ) وَ لَا نَكْفُرُكَ وَ نَحْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ لَكَ نُصَلِّي وَ نَسْجُدُ وَ إِلَيْكَ نَسْعِي وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُو رَحْمَتَكَ
وَ نَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ))

(الحصن الحصين لابن اثير الجزري)^(۱)

”اے اللہ ہم آپ سے مدد کے طالب ہیں، آپ سے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں، آپ پر
ہی ایمان رکھتے ہیں اور آپ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اور آپ کی تعریف کرتے ہیں تمام
بھلائیوں کے لیے اور آپ کے شکر گزار ہیں اور آپ کی ناشکری نہیں کرتے اور قطع تعلق
کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ان کو جو تیرے نافرمان ہیں۔ اے اللہ ہم تیری ہی بندگی کرتے
ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف کوشش اور محنت
کرتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا
عذاب کافروں (ناشکروں) کو پہنچنے والا ہے۔“

نماز کے بعد کے اذکار

☆ حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر بلند آواز

(۱) اس روایت کے الفاظ مندرجہ ذیل کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصلوات
باب ما يدعوه في قنوت الفجر و شرح معاني الآثار لطحاوی، کتاب الصلاة، باب القنوت
في صلاة الفجر و غيرها سنن الكبرى لبیهقي جماع ابواب الصلاة باب دعا القنوت

میں ((اللَّهُ أَكْبَرُ)) کہا کرتے تھے۔ (بخاری)

☆ حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر تین بار ((أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ)) پڑھتے تھے۔ (مسلم)

☆ ((اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))
”اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے اور تیری ہی طرف سے سلامتی ہے، تو بہت بابرکت ہے اے صاحب جلال و اکرام“۔ (مسلم)

☆ ((اللَّهُمَّ اعْنِي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)) (ابو داؤد، نسائی)
”اے میرے پروردگار! میری مدد فرما (اور مجھے توفیق دے) اپنے ذکر کی اور اپنے شکر کی اور اپنی اچھی عبادت کی“۔

☆ ((سُبْحَانَ اللَّهِ)) ۳۳ مرتبہ ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) ۳۳ مرتبہ ((اللَّهُ أَكْبَرُ)) ۳۳ مرتبہ کہے۔ اور ایک بار ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) (مسلم)

تہجد کی اہمیت

☆ عَنْ عَلِيٍّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَتَانِي جَبْرِيلُ فَقَالَ ”يَا مُحَمَّدُ عَشُ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ وَأَحَبُّ مَنْ شِئْتَ فَإِنَّكَ مَفَارِقُهُ وَأَعْمَلُ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ تُجْزَى بِهِ وَأَعْلَمُ أَنَّ شَرَفَ الْمُؤْمِنِ قِيَامُهُ بِاللَّيْلِ وَعِزُّهُ اسْتِغْنَاءُ عَنِ النَّاسِ“)) (الطبرانی و ابو نعیم و الحاکم)

حضرت علی ابن ابی طالبؓ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا ”میرے پاس جبریلؑ آئے اور انھوں نے کہا، اے محمد ﷺ جی لو جتنا چاہے لیکن آپ کو مرنا ہی ہے اور جسے چاہے محبوب بنا لو آخرا سے چھوڑنا ہی ہوگا اور جیسے چاہے عمل کر لو مگر ان کا بدلہ مل کر رہے گا اور جان لیجیے کہ مومن کا شرف قیام اللیل میں ہے اور اس کی عزت دوسروں سے سوال نہ کرنے میں ہے“۔

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ انْجَفَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَقِيلَ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَنَّتْ فِي النَّاسِ لَا نَظَرَ إِلَيْهِ فَلَمَّا اسْتَبَنَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَرَفَتْ أَنَّ وَجْهَهُ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ وَكَانَ أَوَّلُ شَيْءٍ تَكَلَّمَ بِهِ أَنْ قَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ [وَصَلُّوا الْأَرْحَامَ] وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) (سنن الترمذی) [مسند احمد]

حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے (ایک تہلکہ بچ گیا) اور لوگ کہنے لگے اللہ کے رسولؐ آگئے، اللہ کے رسولؐ آگئے۔ میں بھی آپ ﷺ کو دیکھنے کے لیے آیا۔ پس جب میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھا تو پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا اور آپ ﷺ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی کہ ”اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ (عام کرو) کھانا کھلاؤ [صلہ رحمی کرو] اور نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوں تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے“۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ نے مدینہ والوں کو جن تین کاموں کی پہلی بارتا کید فرمائی اب مسلمانوں کی اکثریت اس سے محروم ہے۔ سلام صرف جان پہچان والوں کو کیا جاتا ہے۔ دوسرے آپس میں دینی اخوت ہی نہیں رہی کہ کسی کے بھوکے ہونے کا احساس ہو۔ نماز تہجد تو دور کی بات ہے اب تو فرض نماز کے بغیر بھی اسلام کو مکمل سمجھا جاتا ہے حالانکہ بندہ مسلم اور کافر میں فرق کرنے والی تو نماز ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ نصیحتیں انصار مدینہ کو فرمائیں جنہیں آگے چل کر اقامت دین کی جدوجہد میں اہم کارنامے سرانجام دینے تھے۔ لہذا عموماً تو تمام مسلمانوں کے لیے یہ ہدایات ہیں لیکن دعوت دین اور اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کو خصوصاً ان تین چیزوں کا التزام کرنا چاہیے۔ تہجد سے رب تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوگا۔ افشائے سلام اور لوگوں کو کھانا کھلانے سے اللہ کی مخلوق سے تعلق مضبوط ہوگا۔ لوگوں سے قربت پیدا ہوگی اور اسی سے دعوت حق کو فروغ حاصل ہوگا۔

تہجد کی دعا

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ ایک حدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو (یہ دعا) کرتے ہیں۔

☆ ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَائُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ انْتَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفُ عَنِّي مَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)) (صحیح بخاری)

”اے اللہ تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ تو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ان سب کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے سب تعریفیں ہیں تو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ان سب کا بادشاہ ہے اور سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ تو آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ان سب کا نور ہے اور سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ تو برحق ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تیری ملاقات برحق ہے اور تیرا فرمان سچا ہے اور جنت اور جہنم برحق ہیں اور انبیاء برحق ہیں اور محمد ﷺ برحق ہیں اور قیامت برحق ہے!! اے اللہ میں نے تیرے آگے گردن جھکا دی اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا اور میں تیری طرف رجوع ہوا اور تیری ہی طاقت اور بل بوتے پر جھگڑتا ہوں اور تیری ہی طرف فریاد لاتا ہوں لہذا تو مجھے بخش دے جو پہلے کیا اور جو کچھ بعد میں کیا اور جو کچھ پوشیدہ کیا اور جو کچھ علانیہ کیا اور ان (گناہوں) کو بھی بخش دے جسے تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہ سے بچنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت

صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

ایمان کے مظاہر

☆ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ تَبِعَكَ عَلَى هَذَا الْأَمْرِ قَالَ ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) قُلْتُ مَا الْإِسْلَامُ قَالَ ((طَيِّبُ الْكَلَامِ وَطَعَامُ الطَّلَعِ)) قُلْتُ مَا الْإِيمَانُ قَالَ ((الصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ الْإِيمَانِ أَفْضَلُ قَالَ ((خُلِقَ حَسَنٌ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ الصَّلَاةِ أَفْضَلُ قَالَ ((طُولُ الْقُنُوتِ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ الْهَجْرَةِ أَفْضَلُ قَالَ ((أَنْ تَهْجَرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ)) قَالَ قُلْتُ فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ عَقَرَ جَوَادُهُ وَأَهْرَبَ دُمُهُ)) قَالَ قُلْتُ أَيُّ السَّاعَةِ أَفْضَلُ قَالَ ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْآخِرِ)) (مسند احمد)

حضرت عمرو بن عبسہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اس دین اسلام کے معاملے میں آپ کے ساتھ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”آزاد اور غلام“ میں نے سوال کیا اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”اچھا کلام کرنا اور کھانا کھلانا“ میں نے سوال کیا ایمان کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”صبر کرنا اور سخاوت کرنا“۔ میں نے عرض کیا کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس کا اسلام افضل ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامتی میں ہوں“۔ میں نے عرض کیا کون سا ایمان افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس کا ایمان افضل ہے جس کا اخلاق بہترین ہو جائے“۔ میں نے عرض کیا نماز کون سی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”لبے قیام والی“۔ میں نے پوچھا ہجرت کون سی افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ کہ تم ہر اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہارے رب کو نا پسند ہو“۔ میں نے عرض کیا افضل جہاد کس کا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”جس کا گھوڑا بھی کام آجائے اور اس کا خون بھی بہا دیا جائے“۔ میں نے افضل وقت کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ”رات کے آخری پہر کا پیٹ“۔

حقیقتِ ایمان تقدیر پر مکمل اعتماد سے حاصل ہوتی ہے

☆ عَنْ أَبِي دَرْدَاءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةً وَمَا بَلَغَ عَبْدٌ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخِطِئَهُ وَمَا أَخْطَاهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَهُ)) (رواه احمد و طبرانی)

حضرت ابو درداءؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ”ہر چیز کی کوئی حقیقت ہوتی ہے اور کوئی انسان ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جب تک وہ جان نہ لے کہ جو کچھ اسے پہنچا ہے وہ خطا ہونے والا نہ تھا اور جو ٹل گیا وہ پہنچنے والا نہ تھا۔“

ایمان کی بنیاد پر پیدا ہونے والی تین عالی شان صفات

☆ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يَجِبُ لَهُ إِلَّا لِلَّهِ وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ تَعَالَى مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ)) (رواه البخاری و المسلم)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں جس میں ہوں تو اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا۔ جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ زیادہ محبوب ہوں ان کے سوا ہر کسی سے۔ جو کوئی کسی انسان سے محبت کرے اور اس کی محبت صرف اللہ کے لیے ہو اور جسے کفر میں لوٹ جانا اتنا ہی ناپسند ہو جتنا آگ میں ڈالے جانا جب کہ اللہ نے اسے کفر سے نکال لیا ہے۔

مومن دوسرے مسلمانوں کے لیے باعثِ امن و سکون ہوتا ہے

☆ عَنْ فَصَّالَةَ بِنِ عُبَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((الْمُؤْمِنُ مَنْ أَمَنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَاجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ)) (رواه ابن ماجه)

حضرت فصالہ بن عبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں امن میں ہوں اور مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور

گناہوں سے علیحدہ ہو جائے۔“

جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِشُعْبٍ فِيهِ عَيْنٌ مَّاءٍ عَذْبٌ فَأَعَجَبَهُ طِيبُهُ فَقَالَ لَوْ أَقَمْتُ فِي هَذَا الشَّعْبِ فَأَعْتَزَلْتُ النَّاسَ وَلَا أَفْعَلُ حَتَّى اسْتَأْمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاةٍ سِتِّينَ عَامًا خَالِيًا إِلَّا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اغْزَوْا فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فُؤَادًا نَاقَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) (مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (صحابی رسول ﷺ) ایک وادی سے گزرے۔ اس میں ایک میٹھے پانی کا چشمہ بھی تھا۔ ان کو اس وادی کی خوشبو بہت بھلی معلوم ہوئی۔ انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ کاش میں اس وادی میں بس جاؤں اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لوں لیکن میں ایسا نہیں کروں گا جب تک آنحضور ﷺ سے اجازت نہ حاصل کر لوں پھر اس نے آپؐ کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا ”ایسا مت کرو کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ کی راہ میں (کچھ دیر کے لیے) کھڑے ہونا بہتر ہے ساٹھ سال کی خلوت میں نماز ادا کرنے سے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل کر دے۔ اللہ کی راہ میں قتال کرو جو کوئی اللہ کی راہ میں اتنی دیر قتال کرتا ہے جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوہ لیا جاسکتا ہے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔“

فائدہ: اقامتِ دین اور اسلام کے غلبے کا نام جہاد فی سبیل اللہ ہے جس کی ابتدا انسان کے ایمان لانے کے وقت ہی سے شروع ہو جاتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کے سوال پر کہ کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ ((أَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَكَ وَهَوَاكَ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)) (رواه الترمذی و ابن ماجه) ”تو اپنے نفس اور خواہش کے خلاف کشمکش کرے اسے اللہ عزوجل کے آگے جھکانے کے لیے“ (اور اس کی انتہا اللہ کی راہ میں قتال کے لیے ڈٹ جانا ہے)۔

اس دور میں چونکہ اللہ کے دین کو غالب کرنے اور اللہ کی کبریائی کو نافذ کرنے کی جدوجہد جاری تھی اور اللہ کی راہ میں جہاد فرض تھا اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھی کو اس فرض کی اہمیت جتانے کے لیے موازنہ فرمایا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جب دین مغلوب ہو اور باطل کا نظام رائج ہو اس دور میں ہر بندہ مومن پر یہ فرض ہے کہ اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے اپنی صلاحیت، اوقات اور مال کو اللہ کی راہ میں لگائے، ایسے زمانے میں غلبہ دین کی جدوجہد سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے اللہ کی تسبیح و تحمید کرنے کی کوئی اہمیت نہیں رہتی اور بے ریا عبادت بھی اللہ کی نگاہ میں بے وقعت ہو جاتی ہے۔ آج بھی ہمارے بعض مذہبی طبقات نماز، روزہ اور مدرسوں کے لیے چندہ کے سوا کوئی دعوت نہیں دے رہے اور باطل نظام کو ختم کرنے کے لیے جان و مال لگانے کے لیے میدان میں نہیں نکل رہے، اور سمجھ رہے ہیں کہ دین اسلام کے سارے تقاضے پورے کر رہے ہیں، اور بزعم خود تقویٰ کے اعلیٰ مقامات پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ تمام نظام زندگی پر باطل کا غلبہ ہے اور تمام معاملات کے فیصلے اللہ کے احکامات کے خلاف ہو رہے ہیں۔ ہاں اگر اللہ کا دین غالب ہو اور جہاد کے لیے مطلوبہ تعداد میں مجاہد موجود ہوں تو باقی لوگ درس و تدریس، دعوت دین اور ذاتی عبادات کے لیے خود کو خاص کر سکتے ہیں جیسے خلافت بنو امیہ کے دور میں تابعین اور تبع تابعین نے کیا۔ لیکن جب جہاد جاری ہو اور غلبہ دین یا قیام نظام خلافت کا کام باقی ہو تو پھر ان معاملات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی جیسا کہ اس فرمان نبوی ﷺ سے ظاہر ہے اور کسی نے خوب کہا ہے:

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو

کتنا حسین فریب ہے جو کھا رہے ہیں ہم

البتہ غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد کے ساتھ ساتھ مقدور بھرنو اہتمام کرنا نہ صرف سونے پر سہاگہ ہے بلکہ اس عبادت سے بندہ مومن کے اندر وہ روحانی قوت پیدا ہوتی ہے جو اسے معرکہ حق و باطل میں ثابت قدم رکھتی ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی جہاد کی ایک قسم ہے

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ

فِي أُمَّةٍ قَبْلِي إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّونَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةٌ خَرْدَلٍ)) (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”اللہ تعالیٰ مجھ سے پہلے جو بھی نبی اپنی امت میں بھیجتے تھے اس کی امت سے کچھ لوگ اس کے حواری ہوتے تھے اور کچھ صحابی، جو اس کے طریقے کو مضبوطی سے پکڑتے تھے اور اس کی لائی ہوئی شریعت کی پیروی کرتے تھے لیکن پھر ان امتوں میں ایسے ناخلف پیدا ہوتے تھے جو وہ کہتے تھے کرتے نہیں تھے (یعنی دعویٰ امتی ہونے کا کرتے تھے لیکن عمل امتیوں جیسے نہ تھے) اور کرتے وہ تھے جس کا حکم نہ دیا گیا تھا (یعنی جن امور سے منع کیا گیا تھا ان پر عمل پیرا ہو جاتے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا میرا جو امتی ایسے لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہوگا۔ میرا جو امتی ایسے لوگوں سے زبان سے جہاد کرے گا وہ مومن ہوگا اور جو ان سے دل سے جہاد کرے گا وہ مومن ہوگا اور ان (تین درجات) کے پیچھے تو ایمان رانی کے دانے کے برابر بھی نہیں رہا۔“

فائدہ: دیکھا جائے تو آج امت مسلمہ کا وہی حال ہو گیا ہے جو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ اللہ اور رسول پر ایمان کے دعوے دار شکل و صورت سے بھی نہیں پہچانے جاتے کہ یہ ان ﷺ کے ماننے والے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی نعت پڑھنے اور مدح کرنے والے بھی اپنی شکل سے گواہی دے رہے ہوتے ہیں کہ وہ ”يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ“ کے مصداق ہیں۔ اگر امت مسلمہ کو اجتماعی طور پر دیکھا جائے تو کیا شک ہے کہ ان کا راستہ ”يَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ“ کا صد فیصد مصداق ہے۔ غور فرمائیے! نبی رحمت ﷺ سودی نظام کے بارے میں کیا فرما گئے ہیں اور آج امت کیا کر رہی ہے؟ وہ تو دنیا سے فحاشی اور بے حیائی کو مٹانے آئے تھے اور آج کل کے امتی اس کوفروغ دینے پر کمر بستہ ہیں۔ وہ فرما کر گئے تھے کہ ساز و مضر اب مسلمان کے دل میں نفاق کو

ایسے پروان چڑھاتے ہیں جیسے پانی فصل کو۔ اور آج محبت کے دعوے داروں کی کوئی گھڑی اس شیطانی عمل کے بغیر گزرنی مشکل ہے یہاں تک کہ سفر بھی بغیر ساز و آواز کے گوارا نہیں۔ ان حالات میں اگر کوئی مسجد میں بیٹھ کر نماز و صلوٰۃ سے ہی اپنے امتی ہونے کا ثبوت دے رہا ہے تو اسے اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہ ایمان کا لازمی ظہور جہاد بالقلب سے شروع ہو کر جہاد بالبدن تک ہے اور اگر یہ نہیں تو ایمان کی نفی ہے خواہ شکل و صورت میں کیسی ہی مشابہت بھی اختیار کر لے۔ ہمیں ان تین درجات کے حوالے سے اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو ترک کرنا اللہ کے عذاب کا باعث ہے

☆ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ابْنِ الْيَمَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوهُ فَلَا يَسْتَجَابُ لَكُمْ)) (سنن الترمذی)

حضرت حذیفہؓ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ (اے مسلمانو!) تم لازماً حکم کرو گے معروف کا اور لازماً روکو گے منکر سے (اگر تم نے ایسا نہ کیا) تو اللہ تعالیٰ تم پر لازماً عذاب نازل کرے گا اپنی طرف سے اور پھر تم اس کو پکارو گے لیکن وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں کرے گا۔“

فائدہ: یہی فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس امت کو خیر امت قرار دیا ہے۔ معاشرے میں اس دین کے جاری و ساری رہنے کا ذریعہ بھی اسی کو بنایا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ فرما رہے ہیں کہ یہ عمل اگر امت نے جاری نہ رکھا تو یہ امت اللہ کی نگاہ میں اپنا مقام کھو دے گی اور شدید سزا کی مستحق ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ جب کسی امت کو تحفظ دین کی ذمہ داری سونپتے ہیں تو پھر اللہ کی مدد و نصرت اس ذمہ داری کی ادائیگی سے مشروط ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک امت مسلمہ اس فریضے کو ادا کرتی رہی اور نیکی کا حکم اور برائی سے روکتی رہے تو اللہ کی رحمت اور نصرت بھی اس امت کو حاصل رہی اور مسلمان غالب و سر بلند رہے۔ اب کوئی تین سو سال سے دین مغلوب ہو گیا اور مسلمان ممالک میں منکرات کی ترویج شروع ہو گئی اور اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی تائید ختم کر دی۔ اب پوری دنیا میں جو

ذلت و رسوائی ہو رہی ہے اس سے چھٹکارا پانے کی کوئی صورت بھی نظر نہیں آتی۔ حالانکہ خانہ کعبہ میں رمضان المبارک کے دوران کتنی لمبی لمبی قنوت نازلہ پڑھی جاتی ہیں۔ وہ دعائیں اسی لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت حاصل نہیں کرتیں کہ ہم نے اللہ کے دشمنوں سے دوستی رکھی ہوئی ہے اور برائیوں کو مٹانے کے بجائے ثقافت کے نام پر بے حیائی پھیلا رہے ہیں، سود کو حلال ٹھہرا رکھا ہے اور طاغوت کی حکمرانی قائم کر رکھی ہے اور اپنا فریضہ چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ اس وقت ہم اللہ کے عذاب کی زد میں ہیں۔ جب تک ہم اپنی موجودہ روش کو تبدیل نہیں کریں گے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا نہیں کریں گے، اس وقت تک اللہ کی رحمت و نصرت کے حقدار نہیں بن سکیں گے بلکہ عذاب الہی کے مظاہر ہمارے سروں پر مسلط رہیں گے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے پس منظر میں انسانی معاشرے کے لیے مثال

☆ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((مَثَلُ الْمُدَّهِنِ فِي حُدُودِ اللَّهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهْمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمْرُؤُنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ فَآخَذَ فُاسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ فَاتَوَهَّ فَقَالُوا مَا لَكَ قَالَ تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بَدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكَوْهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ)) (صحیح بخاری)

سیدنا عثمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اللہ کی حدود کو پامال کرنے والے اور حدود اللہ کو ٹٹے دیکھ کر حفاظت نہ کرنے والے کی مثال یوں ہے جیسے کچھ لوگوں نے ایک کشتی کرائے پر لی۔ کچھ لوگ اس کی پہلی منزل پر ٹھہرے اور کچھ اوپر کی منزل پر چلے گئے۔ جو نیچے والی منزل پر ہیں وہ پانی لانے کے لیے اوپر والی منزل والوں کے درمیان سے گزرتے ہیں تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ تو نیچلی منزل والوں میں سے ایک شخص کلہاڑی پکڑتا ہے اور کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے لگتا ہے۔ اوپر کی منزل والے لوگ آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم تکلیف محسوس کرتے ہو ہماری وجہ سے اور ہمارے لیے پانی کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ تو اگر وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہیں تو اسے بھی بچالیں گے اور

اپنی جانیں بھی اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں تو اسے بھی ہلاکت میں ڈالیں گے اور اپنی جانیں بھی ہلاکت میں ڈالیں گے۔

فائدہ: انسانوں کی معاشرتی زندگی کے بارے میں کتنی جامع مثال ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ معاشرہ ایک اکائی کی حیثیت سے سنورتا اور بگڑتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ طرز عمل اختیار کر لے کہ کوئی غلط حرکت کرے تو مجھے کیا، میں خود تو درست راستے پر ہوں اور وہ اس برائی کو روکنے کی کوشش نہ کرے اور دوسروں کا معاملہ سمجھ کر لاطلق ہو جائے تو جان لے کہ کل کو وہ برائی لازماً اس کے ہاں بھی آجائے گی۔ اس کی اولاد نے بھی اسی معاشرہ میں جینا ہے اس لیے وہ اس برائی کے اثرات سے نہیں بچ پائے گی۔ آج بھی بعض لوگ بے حیائی سے بچنے کے لیے اگر تدبیر کرتے ہیں تو اپنے گھر سے ٹی وی نکال کر برسر عام توڑ دیتے ہیں لیکن بے حیائی کو ختم کرنے کے لیے اجتماعی جدوجہد نہیں کرتے کہ ٹی وی اسٹیشن سے اسے ختم کیا جائے تو ایسے لوگ برائی سے بچ کر نہیں رہ سکتے۔ ان کی اولاد بھی اس معاشرہ سے متاثر ہوتی ہے اور چوری چھپے وہ سب کام کرتی ہے جو وہ اپنے گھر میں نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اس امت کے ذمے لگایا تھا تاکہ پورا معاشرہ بچا رہے لیکن ہم نے جب سے وہ فرض چھوڑا ہے آہستہ آہستہ برائی کی لپیٹ میں آ رہے ہیں، لیکن اس کے باوجود مدرسوں اور مسجدوں سے نکل کر بے حیائی کے خلاف تحریک برپا کرنے کی خاطر آگے نہیں بڑھ رہے۔

غلبہ دین کی جدوجہد اخوت رسول اللہ ﷺ کے حصول کا ذریعہ ہے

☆ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَلِكْتَنِي لَقِيْتُ إِخْوَانِي)) قَالُوا أَلَسْنَا إِخْوَانَكَ قَالَ ((بَلَى وَلَكِنْ قَوْمٌ يُجِئُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ يَوْمُنُونَ بِي إِيْمَانَكُمْ وَيَصْدِقُونِي تَصْدِيقَكُمْ وَيَنْصُرُونِي نَصْرَكُمْ فَيَلِكْتَنِي لَقِيْتُ إِخْوَانِي)) (مسند ابن ابی شیبہ بحوالہ المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ لابن حجر عسقلانی)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”کاش میری ملاقات ہو میرے بھائیوں سے“ صحابہؓ نے عرض کی کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ آپ

نے فرمایا ”کیوں نہیں لیکن میری مراد ان سے ہے جو لوگ تمہارے بعد آئیں گے۔ وہ مجھ پر ایمان لائیں گے جیسے تم لائے ہو، وہ میری تصدیق کریں گے جیسے تم نے تصدیق کی۔ وہ میری مدد کریں گے جیسے تم نے مدد کی۔ کاش میری ملاقات ہو میرے بھائیوں سے“۔

فائدہ: نبی کی نصرت سے مراد غلبہ و اقامت دین کی جدوجہد میں جان و مال کھپانا ہے۔ اسی کے نتیجے میں نبی اکرم ﷺ کی اخوت کا مقام بلند حاصل ہوتا ہے۔ آج جب کہ دین مغلوب ہے تو ہمیں موقع حاصل ہے کہ ہم نبی اکرم کے دین کی نصرت کریں اور آپ کی اخوت کے رتبہ پر فائز ہو جائیں۔ ہمارے دور کے ایمان والوں کے لیے تو نبی اکرم ﷺ کی خصوصی بشارت بھی موجود ہے کہ یہ لوگ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے۔

☆ عَنْ صَالِحِ بْنِ جُبَيْرٍ رَضِيَ قَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا أَبُو جُمُعَةَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَمَعَنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَاشِرُ عَشْرَةِ فُفُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ مِنْ أَحَدٍ أَعْظَمُ مِنَّا أَجْرًا أَمَّا بِكَ وَاتَّبَعْنَاكَ قَالَ ((وَمَا يَمْنَعُكُمْ مِنْ ذَلِكَ وَرَسُولُ اللَّهِ بَيْنَ أَظْهَرِكُمْ يَأْتِيكُمْ بِالْوَحْيِ مِنَ السَّمَاءِ بَلْ قَوْمٌ يَأْتُونَ مِنْ بَعْدِكُمْ يَأْتِيهِمْ كِتَابٌ بَيْنَ لَوْحَيْنِ فَيُؤْمِنُونَ بِي وَيَعْمَلُونَ بِمَا فِيهِ أُولَئِكَ أَعْظَمُ مِنْكُمْ أَجْرًا)) (خلق افعال العباد للبخاری ومعجم الكبير

للطبرانی)

صالح بن جبیرؓ (تابعی) روایت کرتے ہیں کہ صحابی رسول ابو جمعة الانصاریؓ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے اور ہمارے ساتھ معاذ ابن جبلؓ بھی تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا کوئی لوگ اجر میں ہم سے بھی بڑھ کر ہوں گے۔ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی پیروی کر رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا ”وہ لوگ (اجر میں تم سے بھی بڑھ کر ہوں گے) جو تمہارے بعد آئیں گے۔ (یعنی انھوں نے نہ مجھے دیکھا ہو گا نہ آپ لوگوں کو) ان کے پاس کتاب (قرآن مجید) پہنچے گی دو گتوں کے درمیان پس وہ ایمان لائیں گے مجھ پر اور اس پر عمل کریں گے جو (کتاب اللہ میں) ہو گا۔ وہ لوگ تم سے اجر میں بڑھ کر ہوں گے“۔

فائدہ: امام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں کہ بعد والوں کو یہ فضیلت بھی حاصل ہوگی جب وہ دین کو قائم کریں اور فتنوں اور آزمائشوں کے دور میں بھی اللہ کی اطاعت پر ثابت قدم رہیں۔ (فتح الباری)

امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ صحابہ کرامؓ کو انبیائے کرام کے بعد تمام باقی انسانوں پر فضیلت حاصل ہے البتہ یہاں بات اجر کی ہو رہی ہے اور اجر کا انحصار حالات پر ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کے درمیان چونکہ اللہ کے نبی موجود تھے لہذا ایک درجے میں ایمان اور اس کے تقاضے ان کے لیے آسان تھے کیونکہ وہ بہترین زمانہ تھا بعد میں اللہ کے نبی ﷺ بھی چلے گئے اور صحابہ کرامؓ کو بھی اللہ نے اٹھالیا تو اب فتنوں کا دور آگیا۔ ظاہر ہے اس دور میں نیکی پر عمل مشکل ہو گیا لہذا اس کا اجر بھی زیادہ ملے گا۔ اس کی مثال یوں دی جاسکتی ہے کہ اگر صحابہ کے دور میں کسی نیکی کا اجر سات سو گنا دیا جاتا ہو تو بعد والے مشکل حالات میں اس عمل کا اجر اس سے بڑھا دیا جائے۔

ارکان اسلام کی فضیلت و اہمیت

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَحَجِّ الْبَيْتِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) (رواه البخاری و مسلم)

سیدنا عبد اللہ بن عمر بن خطابؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔“

نماز

قرآن مجید جس فرض کا احساس سب سے پہلے انسان کو کرواتا ہے وہ دوام نماز ہے کہ یہی یاد الہی کا جامع ترین ذریعہ ہے اور اسی حالت میں بندہ مومن اللہ تعالیٰ کا انتہائی قرب حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ فرض نماز سے بندہ مومن کو مفر نہیں کہ اس کی فرضیت تو ظاہر و باہر ہے لیکن اس کے بارے میں آنحضور ﷺ نے جو ترغیب و تشویق دلائی ہے وہ بھی بہت اہم ہے۔ سو باتوں کی ایک

بات تو آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ جس نے نماز ترک کر دی اس کا کوئی دین نہیں جب کہ نماز دین کا ستون ہے (شعب الایمان)۔ کیونکہ چھت بغیر ستونوں کے تو کھڑی رہ نہیں سکتی۔ چنانچہ اس کے مختلف پہلو جن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے یعنی حفاظت، دوام، مقصدیت اور اوقات، ان کے بارے میں مندرجہ ذیل فرمودات رسول مقبول ﷺ قابل توجہ ہیں۔

کفر اور اسلام کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے

☆ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرَكَ الصَّلَاةِ)) (رواه مسلم)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ”بیشک انسان اور کفر و شرک کے درمیان (حذف صل) نماز ترک کر دینا ہے۔“

فرض نماز مسجد میں (باجماعت) ادا کرنا اسلام کے شعائر میں سے ہے

☆ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدَى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَدَّنُ فِيهِ (رواه مسلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقے سکھائے اور ہدایت کے طریقوں میں سے یہ بھی ہے کہ نماز (فرض) اس مسجد میں ادا کی جائے جس میں اذان دی جاتی ہو۔

باجماعت نماز کا اجر و ثواب

☆ عَنْ ابْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً)) (متفق علیہ)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت والی ہے۔“

جماعت کی اہمیت

☆ عَنْ مِخْجَنٍ أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأُذِّنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ وَمَحَجَّنْ فِي مَجْلِسِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ الْكُتْبَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ)) قَالَ وَلَكِنْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ)) (سنن نسائی)

حضرت محجنؓ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے تو نماز کے لیے اذان دی گئی۔ نبی اکرم ﷺ نماز کے لیے اٹھے اور واپس آئے تو محجنؓ وہیں بیٹھے تھے۔ آپؐ نے فرمایا ”تمہیں کس چیز نے نماز سے روکا کیا تو بندہ مسلم نہیں ہے؟“۔ اس نے عرض کی کیوں نہیں لیکن میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب تو آئے (اور نماز کی جماعت کھڑی ہو) تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھو اگرچہ پہلے (اکیلے) نماز پڑھ چکے ہو“۔

فائدہ: جماعت کی اس قدر اہمیت ہے کہ نبی ﷺ نے ان صحابی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا باوجودیکہ وہ نماز پڑھ چکے تھے۔ جماعت کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا ”ایک وقت آئے گا کہ لوگ نماز دیر سے پڑھا کریں گے۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کی کہ جناب میں اس وقت کیا کروں تو آپؐ نے فرمایا اپنی نماز وقت پر ادا کرو البتہ پھر باجماعت نماز دوسروں کے ساتھ بھی ادا کرو“۔

ارکان نماز کو اطمینان سے ادا کرنے کی اہمیت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَقَالَ فِي الثَّلَاثَةِ أَوْ فِي الْآخِرَةِ عِلْمُنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ ((فَقَالَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاسْبِغِ الوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ

اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) (صحيح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا۔ نبی اکرم ﷺ مسجد کے کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس شخص نے نماز پڑھی اور پھر آ کر آنحضرت ﷺ کو سلام کیا تو آپؐ نے فرمایا ”لوٹ جاؤ، نماز ادا کرو، تم نے نماز ادا نہیں کی“۔ اس نے پھر نماز ادا کی اور آ کر سلام عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا ”لوٹ جاؤ، نماز ادا کرو تم نے نماز ادا نہیں کی“۔ اس شخص نے تیسری یا چوتھی بار عرض کی کہ اللہ کے رسول ﷺ مجھے نماز ادا کرنا سکھا دیجیے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا ”جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو وضو پوری طرح کرو، پھر قبلہ رخ ہو اور تکبیر کہو، پھر پڑھو جو قرآن مجید میں سے میسر ہو۔ پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان ہو۔ پھر سر اوپر اٹھاؤ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ میں جاؤ اور پورے اطمینان سے سجدہ کرو۔ پھر (سجدے سے) سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھو، پھر (دوبارہ) اطمینان سے سجدہ کرو، پھر (سجدے سے) سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھو، پھر اسی طرح کا عمل (پوری) نماز میں کرو“۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص رکوع و سجود اور قومہ و جلسہ پوری طرح ادا نہیں کر رہا تھا۔ آج ہماری نمازوں کی بھی کم و بیش یہی کیفیت ہے۔ نماز آرام و سکون سے ادا کرنی چاہیے اور مندرجہ بالا ہدایات کے مطابق اپنی نمازوں کو استوار کرنا چاہیے۔

نماز سمجھ اور شعور کے ساتھ پڑھنی چاہیے

☆ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاةٍ فَإِنَّهُ يَنَاجِي رَبَّهُ فَلْيُنْظِرْ أَحَدُكُمْ مَا يَقُولُ فِي صَلَاتِهِ وَلَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَيُذَوُّ الْمُؤْمِنِينَ)) (رواه بغوی فی شرح السنہ عن رجل من بنی بياضہ بحوالہ جامع الصغیر) (۱)

”جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے، تو اسے دیکھنا چاہیے کہ

(۱) ان صحابی کا نام امام بغویؒ اور سیوطیؒ نے اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کیا البتہ حافظ ابن حجرؒ نے ”تہذیب التہذیب“ میں خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ صحابی رسول عبد اللہ بن جابر البیاضیؒ تھے۔

وہ اپنی نماز میں کیا کہہ رہا ہے اور اپنی آوازوں کو بلند نہ کیا کرو اور مومنوں کو تکلیف نہ دیا کرو۔
فائدہ: چونکہ انسان نماز میں اپنے رب سے دعا و مناجات کرتا ہے لہذا انسان کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ وہ نماز میں پڑھ رہا ہے اس کا مفہوم کیا ہے۔ اس لیے نماز کا ترجمہ انسان کو یاد ہونا چاہیے۔ کم از کم جو قرآن انسان نماز میں پڑھتا یا سنتا ہے اس کا ترجمہ بھی یاد کر لینا چاہیے تاکہ ہماری نماز واقعتاً اللہ سے ہم کلام ہونے کی ایک صورت پیدا ہو سکے۔ اسی طرح ہماری نمازوں میں خشوع و خضوع پیدا ہوگا۔

مسجد میں دوسرے نمازیوں کا خیال رکھنا

☆ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُونَ بِالْقِرَاءَةِ وَهُوَ فِي قَبَةِ لَهُ فَكَشَفَ السُّتُورَ وَكَشَفَ وَقَالَ ((أَلَا كُلُّكُمْ مُنَاجٍ رَبِّهِ فَلَا يُؤْذِنُ بَعْضُكُمْ وَلَا يَرْفَعَنَّ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ أَوْ قَالَ فِي الصَّلَاةِ)) (مسند احمد)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں اعتکاف فرمایا۔ آپ نے اونچی آواز سے قرات سنی تو آپ نے جھروکے میں سے باہر آ کر فرمایا ”آگاہ رہو تم میں سے ہر کوئی اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو ایک دوسرے کو ایذا نہ دیا کرو اور ایک دوسرے پر آواز بلند نہ کیا کرو، قرات میں یا نماز میں۔“

فائدہ: جب مسجد میں نماز فرض یا سنن اور نوافل پڑھے جا رہے ہوں تو آواز اونچی کرنے سے دوسروں کی نماز یا قرات میں خلل واقع ہوتا ہے اس لیے ایسا کرنے سے منع فرمایا گیا۔ رات کو اکیلے نماز ادا کرتے وقت قرات اتنی بلند آواز میں کرنی چاہیے کہ نماز پڑھنے والا خود سن سکے۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی طور پر نماز پڑھتے ہوئے دوسروں کا خیال رکھنا چاہیے اور ایسا طرز عمل نہیں اختیار کرنا چاہیے کہ جس سے دوسروں کی نماز میں خلل واقع ہو یا کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے۔

صف بندی

☆ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((سُورُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ

تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) وَفِي رَوَايَةٍ ((أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي)) وَقَالَ ”كَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنِكَبَهُ بِمَنِكَبِ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ“ (صحيح بخاری)

حضرت انس بن مالک نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا ”اپنی صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ صفوں کا سیدھا کرنا اقامت نماز کا حصہ ہے“ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ”اپنی صفوں کو سیدھا کرو بے شک میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں“ اور (حضرت انس فرماتے ہیں کہ) ہم میں سے ہر کوئی اپنے کندھے اور قدم ایک دوسرے کے ساتھ چپکا لیتے تھے۔

بندہ مومن کا کپڑا ٹخنوں سے اوپر

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ)) فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ ثُمَّ قَالَ ((إِذْهَبْ فَتَوَضَّأْ)) ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَكَتَ عَنْهُ فَقَالَ ((إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ)) (سنن ابی داؤد)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اس حال میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کا تہ بند ٹخنوں سے نیچے تھا۔ اس پر نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا ”جاؤ وضو کرو“ وہ وضو کر کے آیا تو آپ نے پھر فرمایا ”جاؤ وضو کرو“ وہ پھر آیا تو ایک آدمی نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ اسے وضو کرنے کو کہتے ہیں اور پھر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ”وہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس کا تہ بند لٹک رہا تھا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتے جس کا تہ بند (ٹخنوں سے نیچے) لٹک رہا ہو۔“

نوٹ: نبی اکرم ﷺ کا انداز تربیت یہ تھا کہ پہلے مخاطب کے ذہن کو بیدار کرتے اور اس کے اندر سیکھنے کی لگن اور جستجو پیدا فرماتے تاکہ مخاطب خود کہے کہ میری راہنمائی فرمائیں۔ اسی وجہ سے آپ

نے ان صاحب کو بار بار وضو کا حکم فرمایا حتیٰ کہ ایک شخص کو احساس ہوا کہ اس کی وجہ پوچھنا چاہیے پھر آپؐ نے وضاحت فرمائی (واللہ اعلم)

سنن مؤکدہ

☆ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّيَ لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) (صحیح مسلم)

حضرت ام المؤمنین ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”جو مسلمان اللہ کے لیے دن رات میں بارہ رکعتیں نفلی نماز ادا کرے گا، فرض نمازوں کے علاوہ، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں یا اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے۔“

فائدہ: ایک دوسرے فرمان میں یوں بھی فرمایا کہ اس کے فرائض کی ادائیگی میں جو کوتاہی رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان نفلی نمازوں کے ذریعہ اس کی تلافی کر دیں گے۔ یہ وہ بارہ رکعت نماز ہے جو آنحضور ﷺ مستقل ادا کرتے رہے ہیں جو سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں، یعنی دو رکعت فجر کے ساتھ، چھ رکعت ظہر کے ساتھ، دو رکعت مغرب اور دو رکعت عشاء کے ساتھ۔

نوافل و سنن گھروں میں پڑھنے کی فضیلت

☆ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتَّخَذَ حُجْرَةً قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ مِنْ حَصِيرٍ فِي رَمْضَانَ فَصَلَّى فِيهَا لَيْلِي فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا عَلِمَ بِهِمْ جَعَلَ يَقْعُدُ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ ((قَدْ عَرِفْتُ الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنْ صَنِيعِكُمْ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بَيْتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ الصَّلَاةِ صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا مَكْتُوبَةً)) (صحیح بخاری)

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک میں اپنے لیے ایک ٹاٹ کا حجرہ بنوایا۔ آپؐ نے اس میں (تہجد) نماز پڑھی، کچھ راتیں۔ آپؐ کے صحابہ

نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب آپؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے اور پھر آپؐ نے لوگوں کو فرمایا ”میں نے تمہارا معاملہ جان لیا ہے۔ پس اے لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ ہر شخص کی بہترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں پڑھے سوائے فرض نماز کے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز کے علاوہ باقی سنن و نوافل گھروں میں ادا کرنا چاہیے یہی افضل ہے البتہ فرض نمازوں کے لیے مساجد میں حاضر ہونا چاہیے کیونکہ فرض نماز باجماعت ہونی چاہیے تبھی اقامت صلوٰۃ کے احکام کا حق ادا ہوتا ہے اور اسی حکم کی اطاعت میں فرض نماز کے لیے اقامت کہی جاتی ہے کہ معلوم ہو جائے کہ جس نماز کی اقامت کا حکم دیا جا رہا ہے وہ قائم ہو رہی ہے۔

تحیۃ المسجد

☆ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسُ حَتَّى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ)) (صحیح البخاری)

سیدنا ابوقتادہ الانصاریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔“

فائدہ: یہ تحیۃ المسجد ہیں اور یہ نفل ان اوقات میں پڑھ لینے چاہئیں جن اوقات میں نفلی نماز پڑھنا منع نہ ہو۔

اذان و نماز کے درمیانی وقفے میں نفل نماز پڑھی جاسکتی ہے

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ)) (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے، پھر تیسری بار فرمایا جو پڑھنا چاہے۔“

فائدہ: دونوں نمازوں سے مراد اذان و اقامت ہے۔ آپؐ نے تیسری بار اضافہ فرمایا کہ جو چاہے تو پڑھے۔ ایک دوسری روایت میں راوی کہتے ہیں کہ یہ آپؐ نے اس لیے کہا کہ کہیں لوگ اس کو سنت مؤکدہ نہ سمجھ لیں پس یہ نماز مستحب ہے اور جب موقع مل رہا ہو تو پڑھ لینی چاہیے۔

اجتماع جمعہ میں اول وقت حاضر ہونے کی اہمیت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُوبُونَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ الْأَوَّلُ فَلَاوَلُّ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طُؤُوا الصُّحُفَ وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ وَمَثَلُ الْمُهْجِرِ كَمَثَلِ الْيَهُدِيِّ يَهْدِي بَدَنَهُ ثُمَّ كَالْيَهُدِيِّ يَهْدِي بَقَرَهُ ثُمَّ كَالْيَهُدِيِّ يَهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالْيَهُدِيِّ يَهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالْيَهُدِيِّ يَهْدِي الْبَيْضَةَ))

(متفق علیہ، نسائی و ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا ”جب جمعہ المبارک کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازوں پر آ جاتے ہیں اور لوگوں کی حاضری کا اندراج ان کی آمد کی ترتیب سے لکھتے رہتے ہیں پھر جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے دفتر بند کر دیتے ہیں اور وعظ سننے لگ جاتے ہیں۔ جو کوئی اول وقت میں آتا ہے وہی بڑا درجہ پاتا ہے۔ پہلی گھڑی میں پہنچنے والے اتنا اجر پاتے ہے جیسے کوئی اونٹ کی قربانی دے پھر دوسرے نمبر پر گائے کی قربانی کے برابر اجر ملتا ہے۔ تیسرے درجہ میں مینڈھے کی قربانی اور پھر مرغی کی قربانی اور پھر انڈے کے صدقہ کے برابر۔ گویا فضیلت جمعہ سے وہ شخص محروم رہتا ہے جو امام کے وعظ شروع کرنے کے بعد آتا ہے۔“

سجدے میں دعا کی اہمیت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدًا فَأَكْثَرُوا الدُّعَاءَ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”بندہ سجدے کی حالت میں اپنے رب کے قریب ترین ہوتا ہے، پس (سجدہ میں) دعا زیادہ کیا کرو۔“

فائدہ: (یاد رہے کہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنا منع ہے۔ اس لیے غیر قرآنی دعائیں جو آپؐ سے منقول ہیں، وہ اختیار کرنی چاہئیں)۔ ہم تو بس تین تسبیحات پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اکثر و بیشتر معلوم ہی نہیں ہے کہ یہ بھی دعا ہے۔ نماز تو دعا رہی نہیں اس لیے تو ترجمہ یاد

کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ بس دعا تو نماز کے بعد کی جاتی ہے۔

زکوٰۃ

فرضیت زکوٰۃ

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مُعَاذًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ ((ادْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَعْيَانِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ)) (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف (گورنر بنا کر) بھیجا تو انہیں یہ نصیحت کی کہ ”انہیں لا الہ الا اللہ اور میری رسالت کی شہادت دینے کی دعوت دو پس اگر وہ اسے قبول کر لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں پھر اگر وہ یہ بھی قبول کر لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے امیروں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء کو دی جائے گی۔“

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ صَاحِبٌ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ)) (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو بھی سونے چاندی کا مالک اس میں سے زکوٰۃ ادا نہ کرے گا تو قیامت والے دن اس سونے چاندی کو آگ

کے ذریعے پکھلا کر پلیٹوں کی شکل دی جائے گی پھر ان پلیٹوں کو دوزخ کی آگ میں خوب تپا کر اس مالک کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر داغا جائے گا۔ جب بھی وہ ٹھنڈی ہونے لگے گی انہیں دوبارہ دوزخ میں ڈال کر گرم کیا جائے گا اور قیامت کے دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اس کو یہ سزا ملتی ہی رہے گی۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلے چکا دیئے جائیں پھر آخر میں اسے (حسب فیصلہ) جنت یا دوزخ کا راستہ دکھایا جائے گا۔“

صوم

بغیر عذر رمضان کا روزہ چھوڑنے کی مذمت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَإِنْ صَامَهُ))

(ترمذی، ابو داؤد)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ”جس نے رمضان کا ایک روزہ شرعی عذر یا کسی مرض کے بغیر چھوڑ دیا تو عمر بھر کے روزے بھی اگر وہ رکھ لے تو اس کی طرف سے قضا نہیں بن سکتے۔“

مسنون روزوں کا بیان

☆ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَجُلٍ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ كَيْفَ تَصُومُ فَقَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ غَضِبَهُ قَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ غَضَبِ اللَّهِ وَ غَضَبِ رَسُولِهِ فَجَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُرَدِّدُ هَذَا الْكَلَامَ حَتَّى سَكَنَ غَضَبُهُ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُومُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ ((لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ أَوْ قَالَ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يَفْطُرْ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمَيْنِ وَيَفْطُرُ يَوْمًا قَالَ

((وَيُطِيقُ ذَلِكَ أَحَدًا)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيَفْطُرُ يَوْمًا قَالَ ((ذَاكَ صَوْمٌ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قَالَ كَيْفَ مَنْ يَصُومُ يَوْمًا وَيَفْطُرُ يَوْمَيْنِ قَالَ ((وَدِدْتُ أَنِّي طَوَّقْتُ ذَلِكَ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَ رَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ فَهَذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَ صِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ أَحْتَسِبُ عَلَى اللَّهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)) (صحيح مسلم)

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا آپ کتنے روزے رکھتے ہیں۔ اس پر آپؐ نے غصہ کا اظہار فرمایا۔ جب حضرت عمرؓ نے آنحضور ﷺ کے غصے کو محسوس کیا تو وہ پکار اُٹھے۔ ہم اللہ کو رب مان کر، رسول اللہ کو نبی مان کر اور اسلام کو دین مان کر راضی ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کے غضب سے۔ حضرت عمرؓ اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا غصہ فرو ہو گیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ اس شخص کا کیا معاملہ ہے، جو ہمیشہ روزے رکھے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ”اس نے تو گویا نہ روزہ رکھا اور نہ افطار کیا“۔ حضرت عمرؓ نے پھر عرض کی، اس شخص کا کیا معاملہ ہے جو دو دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ”کیا کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے“۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا، اس کے بارے میں کیا فرمان ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ آپؐ نے فرمایا ”یہ داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے“۔ حضرت عمرؓ نے پھر سوال کیا کہ اس کے بارے میں کیا حکم ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن افطار کرے۔ آپؐ نے فرمایا ”میری خواہش ہے کہ مجھے اس کی طاقت دے دی جائے“۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تین روزے ہر مہینے اور رمضان کے روزے یہ گویا سب دنوں کے روزوں کے برابر ہیں۔ عرفہ کے روزہ کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ وہ کفارہ بن جاتا ہے ایک سال پہلے کے (صغیرہ) گناہوں کا اور ایک آئندہ سال کے (صغیرہ) گناہوں کا۔ اور عاشورہ کا روزہ کفارہ بن جاتا ہے گزرے ہوئے سال کے (صغیرہ) گناہوں کا۔“

فوائد:

(1) آپ کے غصے میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ آپ صوم وصال یعنی ایک سحری کے ساتھ بلا افطار کئی دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ البتہ صحابہ کو آپ نے ایسے روزے سے منع کیا تھا۔ شاید سائل کے پوچھنے سے آپ ﷺ کو اندازہ ہوا کہ یہ اس معاملے میں میرے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہے اس وجہ سے آپ نے غصے کا اظہار کیا پھر نفل عبادت میں چونکہ اصل اخفا ہے اس لیے کسی کی نفل عبادت کی کرید میں پڑنا مناسب نہیں، یہ بھی غصہ کی وجہ ہو سکتی ہے۔ اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

(2) 'صیام الدھر' یعنی ہر دن کا روزہ نہ رکھنا چاہیے

(3) دودن روزہ نہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا یعنی افطار کرنا بھی پسندیدہ نہیں۔

(4) ایک دن کا روزہ اور ایک دن کے افطار کو آپ نے داؤد کا روزہ قرار دے کر گویا اس کی اجازت دے دی۔ لیکن اسکی حمایت نہیں کی۔

(5) دودن افطار کے بعد ایک دن کے روزے کی بھی آپ نے اجازت دی ہے لیکن اسکی ترغیب یا تجویز نہیں دی۔

(6) اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل نفلی روزوں کی طرف اشارہ فرمایا اور ایک مناسب اور معتدل نصاب تجویز فرمادیا۔ کیونکہ نفل عبادت میں ایک ایسا معتدل نصاب اختیار کرنا چاہیے کہ جسے انسان ہمیشہ نبھاسکے۔

(i) رمضان کے روزوں پر مستزاد تین روزے ہر ماہ

(ii) یوم عرفہ یعنی 9 ذوالحجہ کا روزہ

(iii) عاشورہ یعنی 10 محرم کا روزہ، البتہ دوسری حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے 10 محرم کے روزے سے پہلے یا بعد ایک مزید روزے کے ملانے کو پسند فرمایا۔ لہذا عاشورہ کے دو روزے رکھنے چاہیے

ہر ماہ کے تین مسنون روزے ایام بیض میں رکھنے مستحب ہیں

☆ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَقْطُرُ أَيَّامَ الْبَيْضِ

فِي حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ (سنن النسائی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ایام بیض کے روزے نہ چھوڑتے تھے، خواہ حضر میں ہوں یا سفر میں۔

فائدہ: نماز کی سنت مؤکدہ کا تو مسلمانوں کو بڑا احساس ہے لیکن روزوں کے بارے میں نہ علماء ترغیب دلاتے ہیں اور نہ خود رکھتے ہیں حالانکہ یہ بھی سنت مؤکدہ ہیں۔ چونکہ روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول اور روحانی ترفع ہے جس کا انسان سال بھر محتاج ہے۔ لہذا نبی اکرم نے رمضان کے روزوں کے علاوہ مزید سنت و نفل روزوں کی ترغیب و تعلیم دی۔ ہمیں چاہیے کہ ان روزوں کا اہتمام کر کے اپنی روحانی بالیدگی اور تزکیہ نفس کا اہتمام کریں۔

نوٹ: 'بیض' کا لفظی مطلب 'سفید' ہے روایت میں ایام بیض سے مراد وہ دن ہیں جن کی راتوں کا چاند مکمل اور بھرپور روشن ہوتا ہے یہ چاند کی 13, 14, 15 تاریخیں بنتی ہیں۔

جمعرات کو قیام اللیل اور جمعہ کو روزے کے لیے مخصوص کر لینے کی ممانعت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا تَخْتَصُّوا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ اللَّيَالِي وَلَا تَخْتَصُّوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِّنْ بَيْنِ الْأَيَّامِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي صَوْمٍ يَصُومُهُ أَحَدُكُمْ)) (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "جمعرات کی رات کو قیام کے لیے اور جمعہ کے دن کو روزے کے لیے مخصوص نہ کرو سوائے اس کے کہ دوسرے روزوں کے ساتھ آ رہا ہو۔"

حج وعمرہ

باوجود استطاعت کے حج نہ کرنے کی حرمت

☆ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تَبْلُغُهُ إِلَى بَيْتِ اللَّهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾))

(سنن الترمذی)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ”جس کے پاس زادراہ اور سواری ہو بیت اللہ تک پہنچانے کے لیے اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو اس کے لیے کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی مرے یا عیسائی۔ اور یہ اس بنیاد پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ لوگوں پر اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے جس کو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔“

حج اور عمرے کا اجر و ثواب

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ)) (بخاری)

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”عمرہ، عمرہ سے عمرہ تک کفارہ بن جاتا ہے گناہوں کی بخشش کا، اور حج مقبول کی جزاء تو جنت ہے۔“

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((جِهَادُ الْكَبِيرِ وَالصَّغِيرِ وَالضَّعِيفِ وَالْمَرْأَةِ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ)) (سنن نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بڑے بچوں، ضعیف اور عورتوں کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔“

عظمت قرآن

☆ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شَرْفًا يَتَبَاهَوْنَ بِهِ وَإِنَّ بِهَاءَ أَمْنِي وَشَرْفَهَا الْقُرْآنُ)) (رواہ الطبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہر چیز کا کوئی نہ کوئی شرف ہوتا ہے جس پر اسے ناز ہوتا ہے، اور میری امت کی جہناز و شرف قرآن مجید ہے۔“

فائدہ: دیکھا جائے تو یہ کتنی بڑی فضیلت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو نوازا ہے کہ اسے الٰہی یعنی آخری وابدی مکمل ترین ہدایت ربانی قرآن حکیم کی شکل میں عطا کی گئی۔ جب کہ پہلی امتوں کو جو کتاب دی جاتی رہی وہ صرف اُسی دور کے لیے ہدایت ہوتی تھی، بعد میں اس میں تحریف بھی ہو جاتی تھی اور وہ ضائع ہو جاتی تھی۔ جب کہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت

کے لیے تا قیام قیامت باقی رہنے والی ہدایت بنا کر نازل کیا اور اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا اور اس کا معین کردہ دین الحق پوری انسانیت کے لیے راہ اعتدال اور سواء السبیل بنادیا تاکہ انسانیت ظلم و استحصا سے بچ سکے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ حاملین الہدیٰ اور دین الحق ہی اس شرف و عطا سے بیگانے ہو گئے ہیں اور اس پر یقین سے تہی دست ہیں۔ آج کا انسان اپنے بنائے ہوئے نظام زندگی کے ہاتھوں کتنا مجبور ہے کہ خود کویشنلزم کے حصار میں قید کر چکا ہے اور باوجود انسان ہونے کے دوسرے انسانوں سے دشمنی اور باہمی حسد اور بغض کی آگ میں جل رہا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ قرآن حکیم دنیا کی عظیم ترین نعمت ہے جو اس امت کو عطا کی گئی ہے اور اس پر امت مسلمہ کو بجا طور پر نازاں ہونا چاہیے اور ”قَبِذَ الْكَ فُلْبَغُ حَوْ“ کے مصداق اس پر شاداں و فرحاں ہونا چاہیے۔ مزید برآں اسے اپنا امام بناتے ہوئے اس کے عطا کردہ نظام عدل اجتماعی کی بنیاد پر ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہیے جو تمام دنیا کے لیے مینارہ نور ہو۔

کاش اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے حامل امتی اس قرآن مجید کے شرف کو اپنا شرف قرار دے لیں اور اس ہدایت اور نظام زندگی کو اختیار کر کے باقی تمام انسانیت کے لیے رہبر اور امام بن جائیں اور انہیں ظلم و استبداد کے اندھیروں سے نکال کر قرآن کی عطا کردہ عدل و انصاف کی روشن راہوں پر گامزن کر دیں۔

فتنوں سے بچ نکلنے کا راستہ قرآن ہے

☆ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتْنَةٌ قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ كِتَابُ اللَّهِ))

(رواہ الترمذی والدارمی بطولہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے ایک دن فرمایا ”آگاہ ہو جاؤ، ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے!“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس فتنہ کے شر سے بچنے اور نجات پانے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”کتاب اللہ!“

فائدہ: نبی اکرم ﷺ نے جن فتنوں کی طرف اشارہ فرمایا تھا آج وہ فتنے عروج پر ہیں۔ آج کے مسلمان اعتقادی، سماجی، معاشی و سیاسی سطح پر مغربی اقوام سے مرعوب ہو کر انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اسلامی امارت و خلافت کا نظام کہیں رائج نہیں ہے۔ مذہبی منافرت اور فرقہ

واریت کے ساتھ ساتھ قتل و غارتگری جسد ملی کو خیف و نڈھال بنا چکے ہیں۔ روشن خیالی اور سیکولر ازم سمیت تمام فتنوں سے بچ نکلنے کا راستہ یہ قرآن ہے کیونکہ قرآن ہی علماء کی پیاس کے لیے سیرابی ہے اور فقہاء کے دلوں کے فصل کی بہار، وہ صلحاء کے لیے ایک جادہ مستقیم ہے اور ارباب بحث و نظر کے لیے برہان قوی ہے، وہ طالب علم کے لیے علم کا انمول خزانہ ہے اور ارباب حکومت کے واسطے ایک محکم دستور اساسی، وہ اصحاب روایت کے لیے حدیث جان فزا ہے اور تشنگان تحقیق و جستجو کے لیے امید و رجاء کا سب سے بڑا سہارا ہے۔ ضرورت ہے کہ قرآن کی بنیاد ایک ایسی علمی تحریک برپا کی جائے جو اعلیٰ علمی سطح پر اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں میں ایمان حقیقی، ذوق امامت و شوق شہادت پیدا کر سکے تاکہ خلافت اسلامیہ کا احیا ہو سکے۔

مسلمانوں کا عروج و زوال قرآن حکیم سے وابستہ ہے

☆ عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ)) (صحیح مسلم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے بے شک اللہ تعالیٰ اب اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو سر بلندی عطا فرمائے گا اور اسی کی بنیاد پر گرائے گا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو تمام انسانوں کے لیے ہدایت اور قول فیصل بنا کر نازل کیا ہے اور اب انسانیت کی کامیابی اس کتاب کے ماننے اور اس کے اصولوں پر عمل کرنے میں ہے۔ مسلمانوں نے جب تک اس کتاب کو امام بنائے رکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عزت دی اور جب سے انھوں نے اس کی تعلیم و احکام کو چھوڑ کر انسانی خواہشات کی پیروی کی اور غیر اسلامی نظاموں کو رائج کیا تو دنیا میں ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی۔ اگر اب بھی مسلمان اس کتاب کو رہنما بنالیں تو پھر سے عزت و حکمرانی انہیں نصیب ہو جائے گی، وگرنہ قیامت کے دن شدید ترین عذاب کی نوید ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے سنائی ہے جو اس کتاب پر پورا پورا عمل نہیں کرتے اور صرف نماز روزہ کو ہی دین بنائے ہوئے ہیں اور باقی معاملات میں اس کی دی ہوئی تعلیمات کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ اس کے لیے کوئی کوشش بھی نہیں کر رہے کہ اللہ کا دین غالب ہو اور قرآن و سنت کے تمام احکامات کے تحت پوری زندگی بسر ہو۔ اگر اہل ایمان اللہ کے پورے دین کو اختیار

نہیں کرتے اور جزوی دین پر عمل کرنے کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غیظ و غضب بھڑکتا ہے چنانچہ قرآن حکیم میں ایسے لوگوں کو دنیا میں ذلیل و رسوا کرنے اور قیامت میں شدید ترین عذاب میں جھونکنے کی سخت ترین وعید ہے۔ (سورۃ البقرہ: ۸۵)

قرات قرآن کی افضل صورت

☆ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ)) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نماز میں قرآن مجید کا پڑھنا افضل ہے قرآن مجید کے نماز کے علاوہ پڑھنے سے۔

قرآن میں بکثرت مشغول رہنے کی فضیلت

☆ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ شَغَلَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عَنْ مَسَائِلِي وَذِكْرِي أُعْطِيَتهُ أَفْضَلَ ثَوَابِ السَّائِلِينَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللَّهِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ))

(ترمذی و سنن دارمی و اللفظ لہ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”(کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) کہ جس شخص کو قرآن مجید کا پڑھنا میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے روکے تو میں اسے مانگنے والوں کی نسبت زیادہ دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اپنی تمام مخلوق پر ہے۔“

فائدہ: ہر مسلمان پر قرآن مجید کا یہ حق بھی بنتا ہے کہ وہ اس کو پڑھنے، سمجھنے اور اس سے رہنمائی حاصل کرنے میں زیادہ سے زیادہ وقت لگائے کیونکہ یہ کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین ذکر بنا کر نازل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس سے دعائیں بھی اصل چیز اللہ ہی کی معرفت مطلوب ہے اور یہ خوبی سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے کہ وہ تو ہے ہی الذکر اور تذکرہ۔ یہ مقولہ بھی ہے کہ ”کلام الملوک ملوک الکلام“۔ بادشاہوں کا کلام تمام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے اور یہاں تو معاملہ حقیقی بادشاہ ارض و سماء کے کلام کا ہے جو واقعی افضل ترین کلام ہے۔ جتنی کوئی چیز قیمتی ہو اتنی

ہی اس کی قدر بھی مطلوب ہوتی ہے۔ ہم اس محنت سے بچنے کے لیے ذکر اور اذکار اور دعاؤں کو رٹنے پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں۔ تھوڑی سی محنت کر کے اگر عربی سیکھ لیں تو جوازت اس کلام میں ہے وہ کہاں سے مل سکتی ہے۔ اس کلام کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی لگا لیجیے کہ اس کو پڑھنے پر اجر بھی ملتا ہے جو اور کسی کلام کا خاصہ نہیں ہے۔ یہ اتنا با عظمت اور پُر ہیبت کلام ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”اگر ہم اسے کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے تو وہ بہاڑ دب جاتا اور ریزہ ریزہ ہو جاتا اور یہ مثال ہم اس لیے بیان کر رہے ہیں کہ انسان غور و فکر کرے“ یعنی اس کلام کی عظمت اور قدر و قیمت کا اندازہ لگائے۔ اس کا ہر حرف اور کلمہ ایسا موزوں ہے کہ پوری انسانیت اس جیسی ایک سورۃ بلکہ ایک آیت بھی لانے سے عاجز ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور فضل ہے جو اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کو عطا کیا ہے۔ کاش اللہ تعالیٰ کے کلام کی قدر ہمارے دلوں میں پیدا ہو اور ہم اس کو سمجھنے اور سیکھنے کی طرف راغب ہو سکیں اور اپنا بیشتر وقت اس کا علم حاصل کرنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے والے بن کر بہترین انسانوں کے زمرے میں آجائیں، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) (متفق علیہ) ”تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو قرآن مجید کا علم سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔“

ہم نے تو اپنی زندگی کے اور ہی معیارات اور پیمانے بنا رکھے ہیں۔ دنیا کے لیے وقت بھی لگاتے ہیں اور وسائل بھی۔ جبکہ قرآن کو صرف برکت کے لیے بغیر سوچے سمجھے پڑھنے کو کافی سمجھتے ہیں۔ اور خود کو قرآن مجید کی اس آیت کا مصداق بنا لیا ہے ((وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مُرِيبٌ)) ”اور جو انبیاء کے وارث بنا دیئے جاتے ہیں وہ خود اس کے بارے میں شک اور تردد میں پڑ جاتے ہیں۔“ جیسے آج امت مسلمہ اس کو رہنما اور ان کے اجتماعی معاملات میں عدل و قسط کا نظام دینے والا نہیں سمجھ رہی اور دوسرے نظاموں میں اپنی بھلائی سمجھ رہی ہے اور ان کے ذریعہ ترقی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جو اسے دن بدن ذلت و رسوائی میں آگے ہی آگے بڑھا رہے ہیں۔

قرآن کو سمجھ کر پڑھنا چاہیے

☆ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لَا خَيْرَ فِي قِرَاقٍ لَيْسَ فِيهَا تَدَبُّرٌ وَلَا عِبَادَةٌ لَيْسَ فِيهَا فِقْهُ الْفَقِيهِ كُلُّ الْفَقِيهِ مَنْ لَمْ يَفْنُطِ النَّاسَ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ مَنْ لَمْ

يُؤْمِنُهُمْ مَكْرَهُ وَلَمْ يَدْعُ الْقُرْآنَ رَغْبَةً عَنْهُ إِلَى مَا سِوَاهُ (مشکوٰۃ اخرجہ رزین)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس قرآن مجید کے پڑھنے میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں تدبر نہ ہو۔ اور نہ ہی اس عبادت میں کوئی خیر ہے جس میں فقیہ کی سمجھداری شامل نہ ہو۔ فقیہ وہ شخص ہے جو لوگوں کو نہ تو رحمت خداوندی سے مایوس ہونے دے اور نہ ہی اس کی پکڑ سے بے خوف کرے اور جو قرآن مجید سے بے رغبتی نہ کرے کسی اور چیز کی طرف توجہ کرے۔

فائدہ: (i) قرآن حکیم کو سمجھ کر غور و فکر کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

(ii) ہر (رکن) عبادت کی انجام دہی اس کے ارکان، حکمت و آداب کی سمجھ کے ساتھ بجالانی چاہیے۔

(iii) کسی بھی دوسرے علم کو قرآن پر فوقیت نہ دینا چاہیے اور نہ کسی اور علم کی طرف اتنا راغب ہونا چاہیے کہ قرآن سے دوری کا باعث بن جائے۔

تعلیم و تعلم قرآن

☆ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ)) (متفق علیہ)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم میں سے بہترین وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔“

فائدہ: ایک بندہ مومن کے لیے بہترین کیریئر قرآن سیکھنا اور سکھانا ہونا چاہیے۔ عصری علوم کی تحصیل کے ساتھ ساتھ اسے اوقات کا معتد بہ حصہ اس کام میں لگانا چاہیے۔ یاد رکھیے کل میدان حشر میں ہم سب کو محاسبہ خداوندی کا سامنا کرنا ہے کہ تم نے میرے کلام کو کتنی اہمیت دی تھی اور اس کے لیے کتنا وقت نکالا تھا۔

علم دین اور قرآنی حلقوں کی فضیلت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ

عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا قَعَدَ قَوْمٌ فِي مَسْجِدٍ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَذَكَّرُونَ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَعَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَمَنْ أَبْطَاهُ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ)) (رواه الترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جس نے علم حاصل کرنے کے لیے مسافت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں اور جب بھی کچھ لوگ اللہ کے کسی گھر میں اللہ کی کتاب پڑھنے اور ایک دوسرے کو پڑھانے کے لیے بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر سکینت نازل فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو اپنی آغوش میں لے لیتی ہے اور فرشتے ان کو گھرے میں لے لیتے ہیں۔ اور جو کوئی عمل میں پیچھے رہ گیا اسے اس کا نسب آگے نہیں کر سکے گا۔“

فائدہ: اللہ کی ہدایت کو لوگوں تک پہنچانے کا اصل ذریعہ قرآن حکیم کو پڑھنا، اس کا علم حاصل کرنا اور دوسروں کو اس کی تعلیم دینا ہی ہے اور جو شخص یہ کام کرتا ہے تو گویا وہ رسولوں کے راستے کو اختیار کرتا ہے۔ ختم نبوت کے بعد اب یہ ذمہ داری امت مسلمہ کی ہے اور اسی کے ذریعے رب کی رحمت حاصل ہوگی۔ اس معاملے کی اہمیت کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰی اَذْنَابِکُمْ)) (ترمذی) یعنی ”عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ درجے کے انسان پر“۔ دوسری اہم حقیقت آپ ﷺ نے یہ واضح فرمائی کہ انسان کی نجات کا انحصار دینی فرائض کی بجا آوری پر ہے اور اس میں اگر کوتاہی ہوئی تو کسی اونچے خاندان میں ہونے یا کسی کے ساتھ حسب و نسب کی نسبت انسان کو کامیاب نہ کرا سکے گی۔ یہ بات مسلمانوں کو معلوم ہونی چاہیے کہ صرف مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے یا کسی نبی اور ولی کی اولاد ہونے کے ذریعے سے نجات نہ ہوگی، کیونکہ سید الانبیاء ﷺ آگاہ کر رہے ہیں کہ جو عمل میں پیچھے رہ گیا اس کا حسب و نسب اسے آگے نہ کر سکے گا۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن حساب کے وقت کوئی ایک دوسرے کے کام نہ آ سکے گا اور نہ ہی پل صراط سے گزرنے کے وقت وہاں پر تو ہر شخص کا اپنا کردار اور عمل جو ایمان کی بنیاد پر کیا گیا ہو کام آئے گا۔

ہاں بعد میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے متقین کو کنہوں کی بنیاد پر اکٹھا کر دیں گے اور کم درجے والوں کو اعلیٰ درجے والے کے ساتھ ملا دیں گے۔ علم قرآن کو حصول دنیا کا ذریعہ نہ بنانا چاہیے۔

قرآن کو حصول دنیا کے لیے استعمال نہیں کرنا چاہیے

☆ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اقْرَءُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَأْكُلُوا بِهِ وَلَا تَسْتَكْثِرُوا بِهِ وَلَا تَجْفُوا عَنْهُ وَلَا تَغْلُوا فِيهِ)) (مسند احمد)

حضرت عبدالرحمن بن شیلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”قرآن مجید کا علم حاصل کرو اور اس کو روزی کا ذریعہ نہ بناؤ اور نہ ہی روزی بڑھانے کا۔ اس سے بے رخی اختیار نہ کرو اور نہ ہی اس میں غلو کرو۔“

فائدہ: آج دیکھا جائے تو ہم نے قرآن مجید کی تعلیم کو یہاں تک پہنچا دیا ہے کہ وہ ایک پیشہ اور روزی کمانے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ حالانکہ اس علم کی ترویج مسلمانوں کی حکومت کا فرض ہے۔ لیکن ان کے فرض نہ ادا کرنے کی وجہ سے عام مسلمانوں کو قرآن مجید کے علوم کو جاری رکھنے کے لیے اسے پیشہ کے طور پر اختیار کرنا پڑ رہا ہے اور اسے روزی کا ذریعہ بنانے کی مجبوری بن گئی ہے۔ ضرورت ایک ایسی اسلامی حکومت کی ہے جو دین اسلام کی اقامت و حفاظت اور قرآن کی نشر و اشاعت کا بیڑہ اٹھائے اور عام مسلمان اس مبارک کام میں اس اسلامی حکومت کے دست و بازو بن کر اپنی آخرت سنوار سکیں۔ اور لوگ صرف آخرت کی فلاح کے لیے ان علوم کو حاصل کر کے دوسروں تک پہنچانے کا ذریعہ بنائیں۔

☆ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى قَارِيٍّ يَقْرَأُ ثُمَّ سَأَلَ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَلْيَسْتَلِ اللَّهَ بِهِ فَإِنَّهُ سَيَجْعَلُ أَقْوَامَ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ يَسْتَلُونَ بِهِ النَّاسَ)) (رواه الترمذی)

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ ان کا گزر ہوا ایک قاری پر سے کہ قرآن سنا رہا تھا پھر اس نے مانگا (یعنی دست سوال دراز کیا) تو اس پر حضرت عمرانؓ نے ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھا اور پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”جو کوئی قرآن پڑھے اسے چاہیے کہ اللہ سے سوال کرے (اس کا اجر اللہ سے مانگے) پس (برے)

لوگ ایسے بھی آئیں گے کہ قرآن پڑھ کر لوگوں سے سوال کریں گے۔

فائدہ: یہ بات سمجھنے کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قاری اس شخص کو کہا جاتا تھا جو قرآن مجید کا عالم ہوتا تھا۔ آج کی طرح نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے قرآن مجید حفظ کرنے اور صرف تجوید کے قاعدوں کی پابندی کرنے والے قاری کہلاتے ہیں حالانکہ انہیں اس کے علم سے کچھ بھی واقفیت نہیں ہوتی۔ آج امت جس حال میں ہے اس میں ایسے قاریوں کو بھی بہت دخل ہے جن کے وعظ محض چندوں کے لیے ہوتے ہیں لہذا وہ اپنے حاضرین کے سامنے حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں اور اکثر و بیشتر صرف اولیاء اللہ کے واقعات، دوسرے مسلکوں پر تنقید اور قرآن مجید میں سے صرف شان نزول سے متعلق روایات بیان کرنے پر مجبور ہیں۔ سامعین کے سامنے قرآن مجید کی دعوت اور اس پر عمل کرنے کے تقاضے بہت کم بیان ہوتے ہیں کہ کہیں سننے والے ناراض نہ ہو جائیں اور ان کی روزی بند نہ ہو جائے۔ قرآن کا اصل پیغام پہنچانا ہی علماء کی اصل ذمہ داری ہے نہ کہ اسے روزی کا ذریعہ بنانا۔

علم کی فضیلت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ)) (رواه الترمذی فی حدیث طویل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو حصول علم کے راستے پر گامزن ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔“

علم دین انبیائے کرام کی میراث ہے

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ مَرَّ بِسُوقِ الْمَدِينَةِ فَوَقَفَ عَلَيْهَا فَقَالَ يَا أَهْلَ السُّوقِ مَا أَعْجَزَكُمْ قَالُوا وَمَا ذَاكَ يَا أَبَاهُ رَيْرَةَ قَالَ ذَاكَ مِيرَاثُ رَسُولِ اللَّهِ يُقَسَّمُ وَأَنْتُمْ هَاهُنَا لَا تَذْهَبُونَ فَتَأْخُذُونَ نَصِيبَكُمْ مِنْهُ قَالُوا وَآيِنْ هُوَ قَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجُوا سَرَّاعًا إِلَى الْمَسْجِدِ وَوَقَفَ أَبُو هُرَيْرَةَ لَهُمْ حَتَّى رَجَعُوا فَقَالَ لَهُمْ مَا لَكُمْ قَالُوا يَا أَبَاهُ رَيْرَةَ فَقَدْ أَتَيْنَا الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا

فَلَمْ نَرَ فِيهِ شَيْئًا يُقَسَّمُ فَقَالَ لَهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ أَمَا رَأَيْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ أَحَدًا قَالُوا بَلَى رَأَيْنَا قَوْمًا يَصَلُّونَ وَقَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَقَوْمًا يَتَنَادَّوْنَ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ فَقَالَ لَهُمْ أَبُو هُرَيْرَةَ وَيُحْكُمُ فَذَاكَ مِيرَاثُ مُحَمَّدٍ ﷺ (ترغیب و ترہیب صحیحہ البانی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک بار بازار سے گزرے تو بازار والے لوگوں سے کہا تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے۔ انھوں نے کہا اے ابو ہریرہ کیا بات ہے فرمایا وہاں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم کی جا رہی ہے اور تم یہاں ہو اور اپنا حصہ لینے نہیں جاتے۔ انھوں نے پوچھا کس جگہ پر بانٹی جا رہی ہے فرمایا مسجد میں۔ پس وہ لوگ جلدی جلدی مسجد کی طرف گئے۔ ابو ہریرہ وہیں رکے رہے اور جب وہ لوگ واپس آئے تو ان سے پوچھا کیا ہوا؟ انھوں نے کہا ہم نے مسجد میں جا کر دیکھا مگر وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتی نہیں دیکھی۔ ابو ہریرہ نے پوچھا اچھا تم نے وہاں کسی کو دیکھا، انھوں نے کہا ہاں کیوں نہیں۔ ہم نے وہاں دیکھا کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، کچھ لوگ تلاوت قرآن کر رہے تھے جب کہ کچھ لوگ باہم حرام و حلال کا مذاکرہ کر رہے تھے۔ تب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پہ حسرت ہے، وہی تو محمد ﷺ کی میراث ہے۔

فائدہ: انبیاء کی میراث جو وہ چھوڑ کر جاتے ہیں، وہ ہدایت ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ انسانوں کو عطا فرماتے ہیں کیونکہ اصل دولت جس کی انسانیت محتاج ہے یہی دولت ہدایت ہے۔ اللہ کے رسول مادی وراثت نہیں چھوڑ کر جاتے بلکہ وہ جو دین چھوڑ کر جاتے ہیں وہی ان کی وراثت ہوتی ہے۔ جو کوئی اس دین کا علم حاصل کرتا ہے اور عمل کرتا ہے وہی وارث کہلانے کا حقدار ہے۔

دین کا علم رکھنے والے کی عام عبادت گزار آدمی پر فضیلت

☆ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةِ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتِ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ)) (سنن الترمذی)

حضرت ابوامامہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک ان میں سے عابد تھا اور دوسرا عالم، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ پر“۔ پھر آپ نے فرمایا ”بیشک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے آسمانوں اور زمینوں کے باسی یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں اور مچھلیاں (سمندر) میں اس شخص کے لیے دعا کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے“۔

خود علم سیکھ کر آگے سکھانا چاہیے

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يَعْلَمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ)) (سنن ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”صدقوں میں سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ بندہ مسلم علم حاصل کرے اور پھر دوسرے مسلمان بھائی کو سکھائے“۔

فائدہ: یہ نہ صرف صدقہ ہے بلکہ متفق علیہ روایت کے مطابق صدقہ جاریہ ہے۔

علم دین کو دنیاوی اغراض کے لیے استعمال کرنے کی مذمت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرَفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْني رِيحَهَا)) (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو کوئی وہ علم حاصل کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جاتی ہے (یعنی علم دین) اور وہ اس علم کو حاصل کرے دنیاوی فائدہ اٹھانے ہی کے لیے تو وہ روز قیامت جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا“۔

اہل علم کو باعمل اور دنیاوی لالچ سے دور ہونا چاہیے

☆ عَنْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِكَعْبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ أَرَبَابُ الْعِلْمِ قَالَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ بِمَا يَعْلَمُونَ قَالَ فَمَا أَخْرَجَ الْعِلْمُ مِنْ قُلُوبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الْطَّمَعُ (سنن الدارمی)

حضرت سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے پوچھا کہ اہل علم کون ہیں، اس پر انھوں نے کہا جو اپنے علم پر عمل بھی کریں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا، علماء کے دل سے کونسی چیز علم کو نکال دیتی ہے تو انھوں نے فرمایا لالچ۔

فائدہ: بظاہر تو اہل علم وہ کہلاتے ہیں جو کسی مخصوص نظام تعلیم کے فارغ التحصیل ہوں لیکن حقیقت کے اعتبار سے عالم وہی شخص ہے جو اپنے علم پر عمل بھی کر رہا ہو لہذا ہمیں عمل کی نیت سے علم حاصل کرنا چاہیے۔ اور جس قدر بھی علم حاصل ہو جائے اس کو اپنی سیرت کا جزو بنالینا چاہیے۔ اور یاد رہنا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ اس علم سے پناہ مانگتے تھے جو انسان کو نفع نہ دیتا ہو۔

دوم یہ کہ اہل علم کو قناعت کی روش اپناتے ہوئے دنیاوی حرص و ہوس سے اپنے دامن کو پاک رکھنا ضروری ہے۔ اہل علم کے پیش نظر دنیا کے بجائے آخرت کی کامیابی ہو اور علم حاصل کرتے وقت نیت، اسلام کے غلبہ و اقامت کی ہو۔

اسلام میں حسن اخلاق کی اہمیت

بہترین مسلمان وہ ہیں جو اچھے اخلاق والے ہیں

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا)) (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں“۔

اچھے اخلاق کے حامل بندہ مومن کی فضیلت

☆ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ)) (رواہ ابو داؤد)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضور ﷺ کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ ”مومن اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے ہمیشہ روزہ رکھنے والے اور رات بھر قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے“۔

جنت کے گھر کی حسنِ اخلاق سے مشروط ضمانت

☆ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رِبْضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِجًّا وَبَيْتٍ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكُذْبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ))

(ابوداؤد)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”میں جنت کے عمومی درجہ میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس شخص کو جو (دنیاوی معاملات میں) جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق دار ہی کیوں نہ ہو اور جنت کے وسط درجہ میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں اس کے لیے جو جھوٹ کو چھوڑ دے اگرچہ وہ ہنسی مذاق میں ہو۔ اور جنت کے اعلیٰ درجہ میں گھر کی ضمانت دیتا ہوں اس شخص کے لیے جو اپنا اخلاق بہترین بنالے۔“

فائدہ: اخلاق حسنہ ہی اصل حاصلِ ایمان ہے۔ کاش ایمان والوں میں یہ خوبی پیدا ہو جائے اور وہ سچے، امانت دار اور پابندِ عہد اور باحیا، صبر و شکر کرنے والے اور متوکل علی اللہ ہو جائیں۔

تواضع اختیار کرنے کا اجر

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا نَقَصْتُ صَدَقَةً مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللَّهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ)) (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ”اللہ کی راہ میں خیرات کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی اور معاف کرنے پر اللہ تعالیٰ انسان کی عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے اور جب کوئی شخص تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی شان اور بڑھادیتے ہیں۔“

ادلے بدلے میں نیکی کا تصور پسندیدہ نہیں ہے

☆ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((لَا تَكُونُوا أَمْعَةً تَقُولُونَ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنًا وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا وَلَكِنْ وَطِنُوا أَنْفُسَكُمْ إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا وَإِنْ أَسَاءُوا فَلَا تَظْلِمُوا)) (ترمذی)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”تم دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنے والے نہ بنو، کہ کہنے لگو کہ اگر اور لوگ احسان کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور اگر دوسرے لوگ ظلم کا رویہ اختیار کریں گے تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے، بلکہ اپنے دلوں کو اس پر پکا کرو کہ اگر اور لوگ احسان کریں تب بھی تم احسان کرو اور اگر لوگ برا سلوک کریں تب بھی تم ظلم اور برائی کا رویہ اختیار نہ کرو (بلکہ احسان ہی کرو)۔“

اسلام کے تصور اخلاق میں حیا بھی شامل ہے

☆ عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَّانَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ)) (موطا امام المالك)

حضرت زید بن طلحہ بن رکانہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بیشک ہر دین کا ایک (خاص) اخلاق ہوتا ہے اور دین اسلام کا اخلاق حیا ہے۔“

فائدہ: آج کل دوسرے انسانوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملنے اور خوش اسلوبی سے معاملہ کرنے کو ہی اخلاق کا معیار سمجھا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ چیزیں اخلاق میں شامل ہیں لیکن اسلام کے تصور اخلاق میں حیا، تقویٰ اور خدا خونی بھی شامل ہے۔

حیا کا جامع تصور

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((اسْتَحْيُوا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)) قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَسْتَحْيِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ ((قَالَ لَيْسَ ذَاكَ وَلَكِنَّ الاسْتِحْيَاءَ مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ أَنْ تَحْفَظَ الرَّأْسَ وَمَا وَعَى وَتَحْفَظَ الْبُطْنَ وَمَا حَوَى وَتَتَذَكَّرَ الْمَوْتَ وَالْبَلَى وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ اسْتَحْيَا مِنَ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ)) وفي المعجم الكبير للطبرانی ((فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ كَانَ ثَوَابُهُ جَنَّةَ الْمَأْوَى))

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”اللہ سے حیا کرو جیسے حیا کا حق ہے۔“ وہ کہتے ہیں ہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول ہم اللہ تعالیٰ سے حیا

کرتے ہیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”میرا مطلب یہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کا حق یہ ہے کہ تم سر اور اس کے متعلقات کی حفاظت کرو (یعنی آنکھ، کان اور زبان کا حیا) اور پیٹ اور اس کے متصل چیزوں کی حفاظت کرو (یعنی اکل حلال، شراب گاہ اور ہاتھ پاؤں کی حفاظت) اور یاد رکھو موت کو اور قبر میں ہڈیوں کی بوسیدگی کو اور جو آخرت کی کامیابی کو مطلوب و مقصود بنا لے تو اسے چاہیے کہ وہ دنیا کی رنگینیوں کو ترک کر دے اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دے پس جس نے یہ کام کر لیے اس نے اللہ سے حیا کا حق ادا کیا“ امام طبرانی کی المعجم الکبیر میں یہ ہے کہ ”جس نے یہ سب کام کر لیے اس کا بدلہ جنت ماویٰ ہے“

فائدہ: عام طور پر حیا کو بے حیائی کے مقابلے میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں حیا ایک ایسا ملکہ اور صلاحیت ہے جو انسان کو اللہ کی نافرمانی سے روکتی ہے۔ اس سے انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور جب تقویٰ پیدا ہو جائے تو اس کا ظہور انسان کے تمام اعضاء و جوارح میں ہوتا ہے اور انسان بے حیائی کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی برائی سے دور بھاگتا ہے۔

اخلاقی برائیوں کا بیان

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أَرْبَعٌ مِنْ كُنْ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ الْإِنْفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا إِذَا أُوتِيَ خَانَ وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) (متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں وہ خالص اور پکا منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہو تو اس میں اتنا ہی نفاق موجود ہے یہاں تک کہ اس برائی کو چھوڑ نہ دے اور وہ یہ ہیں جب امانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جھگڑا ہو جائے تو آپے سے باہر ہو جائے (یعنی بدزبانی پر اتر آئے)۔“

جھوٹ ہنسی مذاق میں بھی جائز نہیں

☆ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

يَقُولُ ((وَيْلٌ لِمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيَلُ لَّهُ وَيَلُ لَّهُ)) (ترمذی، ابو داؤد)

بہز بن حکیم سے روایت ہے کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد (حکیم بن معاویہ تابعی) اور ان سے ان کے والد (معاویہ بن خندہ) نے بیان کیا کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ”ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو بات کرنے میں جھوٹ بولے تاکہ لوگوں کو ہنسائے۔ اس کے لیے ہلاکت ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے۔“

نواخلاقی برائیوں کا بیان

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا تَبَاغُضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ)) (متفق علیہ) وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ((وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا)) وَفِي رَوَايَةٍ لَهُ ((وَلَا تَنَاجَشُوا))

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”نہ تو باہم بغض کا مظاہرہ کرو اور نہ ہی حسد کا اور نہ ہی ایک دوسرے سے منہ موڑو اور نہ ہی باہم قطع تعلقی اختیار کرو اور اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض ہے (مسلم کی ایک روایت میں ہے) نہ تو دوسروں کی کمزوریوں کو معلوم کرنے کی ٹوہ میں لگے رہو اور نہ ہی دوسروں کے پوشیدہ عیوب معلوم کرنے کے لیے جاسوسی کرو اور نہ ہی (دنیا کی دوڑ میں) ایک دوسرے کی ریس کرو اور (مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے) نہ ہی ایک دوسرے کی بولی پر (قیمت چڑھانے کے لیے) بولی لگاؤ۔“

فائدہ: مسلمان ایک امت اور جسد واحد کی طرح ہیں۔ ان میں باہم اخوت و محبت مطلوب و مقصود ہے۔ اس لیے مندرجہ بالا تمام چیزوں سمیت باہمی اخوت و محبت کو ٹھیس پہنچانے والی دیگر تمام چیزیں مثلاً مسلمان بھائی کے سودے پر سودا کرنا، کسی کی مگنی پر مگنی کا پیغام بھیجنا وغیرہ بھی اللہ کے رسول ﷺ نے ممنوع قرار دیئے ہیں، اگر ہم باہم محبت و اخوت چاہتے ہیں تو اس کا ایک ہی

طریقہ ہے کہ ان تمام برائیوں سے بچنے کی کوشش کریں۔

غصے سے بچنے کے حوالے سے نبوی وصیت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ ((لَا تَغْضَبْ))
فَرَدَّ مَرَارًا قَالَ ((لَا تَغْضَبْ)) وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ
إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)) (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کہا کہ مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ”غصہ نہ کرو“ اس شخص کے بار بار پوچھنے پر بھی آپ یہی فرماتے رہے کہ ”غصہ نہ کرو“ اور ایک دوسری روایت میں جو انہی سے مروی ہے آپ نے فرمایا ”بہادر وہ نہیں جو ہر ایک کو بچھاڑ دے، بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔“

فائدہ: غصہ انسان کی عقل کو مفلوج کر دیتا ہے اور پھر انسان حدود اللہ سے باہر ہو جاتا ہے اور اکثر و بیشتر اختیار کو اپنے ہاتھ میں لے کر ظلم کی روش اختیار کر لیتا ہے۔ یہ غصہ کی آگ ہی تو ہے جو علم، سنجیدگی اور ضبط نفس کو جلا کر رکھ دیتی ہے اور انسان شتر بے مہار ہو جاتا ہے جو اس کی عاقبت کو برباد کرنے کا ذریعہ ہے۔ اگر ایمان بالآخرہ دل کا یقین بن جائے تو تبھی انسان غصہ پر قابو پاسکتا ہے اور آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس کو رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یوں بھی بیان کیا ہے کہ وہ شخص جو غصہ نکالنے کا اختیار بھی رکھتا ہو اور پھر قابو پالے تو آخرت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے قدموں کو جمادیں گے جب قدم ڈمگا رہے ہوں گے۔ کیونکہ اس نے دنیا میں ثابت قدمی کا ثبوت دیا اور اپنے آپ کو اللہ کی حدود میں رکھ کر اپنے ایمان کا مظاہرہ کیا۔ اسلام کسی شخص کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ قانون کو ہاتھ میں لے کر فوراً بدلہ لے لے۔ وہ تو اجتماعی معاملات میں اسے قانون کا پابند بناتا ہے کہ بدلہ لینے کے لیے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائے اور اجتماعی نظام کے ذریعہ اپنا بدلہ لے یا پھر آخرت کے بدلے کی خاطر اسے پی جائے اور اعظم پالے اور عظیم کے مرتبے پر فائز ہو جائے۔

انسان خیر و شر میں بنیادی تمیز رکھتا ہے

☆ عَنْ وَابِصَةَ بِنِ مَعْبِدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ لَا أَدْعُ

شَيْئًا مِنَ الْبِرِّ وَالْإِيمَانِ إِلَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَخَبِّرْنِي قَالَ
((جِئْتُ تَسْأَلُنِي عَنِ الْبِرِّ وَالْإِيمَانِ)) قُلْتُ نَعَمْ ((فَجَمَعَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ
فَجَعَلَ يَنْكُثُ بِهَا فِي صَدْرِي وَيَقُولُ يَا وَابِصَةُ اسْتَفْتِ نَفْسَكَ الْبِرُّ مَا
أَطْمَأَنُّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَأَطْمَأَنَنْتُ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَالْإِيمَانُ مَا حَاكَ فِي الْقَلْبِ
وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ)) (مسند احمد)

حضرت وابصہ بن معبد رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میں نیکی اور گناہ کے بارے میں سب کچھ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے دریافت کر لوں۔ میں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرمائیں، آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ”تو نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہے۔“ میں نے عرض کی ہاں۔ ”آپ نے اپنی تین انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینے پر مارنا شروع کیا اور فرمایا، اپنے نفس سے پوچھ لیا کرو۔ نیکی وہ ہے جس پر نفس میں اطمینان پیدا ہو اور دل میں تسکین اور گناہ وہ ہے جو دل اور سینے میں رڑکے۔“

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں جو حق و باطل کی تمیز اور اپنے حقوق و فرائض کا شعور رکھا ہے انسان اس کو دبا کر ہی ظلم و تعدی کرتا ہے ورنہ یہ اللہ کا پیمانہ ہر شخص کے اندر موجود ہے اور اس کی بنیاد پر ہر شخص مسئول ہے کہ اس نے عدل و انصاف پر زندگی گزاری ہے یا ظلم کرتا رہا ہے۔ اگر انسان مذکورہ بالا برائیوں کے حوالے سے اپنا جائزہ لیتا رہے تو جہاں بھی غلطی کرے گا اسے خود احساس ہو جائے گا۔

قاضی یا عدالت کا فیصلہ بھی ناحق کو حق نہیں بنا سکتا

☆ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ
وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ الْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ وَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ
مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً
مِنَ النَّارِ)) (صحیح بخاری)

ام سلمہ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بیان کرتی ہیں کہ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ”یقیناً میں ایک انسان ہوں اور لوگو تم اپنے

جھگڑے میرے پاس لے کر آتے ہو اور ہو سکتا ہے تمہارا کوئی دوسرے سے دلیل میں زیادہ ماہر ہو اور میں اس سے دلائل سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں (اور وہ جانتا ہو یعنی اس کا نفس گواہی دے کہ یہ اس کا حق نہیں ہے) تو وہ اپنے بھائی سے وہ چیز نہ لے، کیونکہ ایسی صورت میں وہ آگ کا انگارہ اپنے حق میں مجھ سے لے کر جائے گا۔

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مفتی کا فتویٰ یا عدالت کا فیصلہ بھی ناحق کو حق اور حرام کو حلال نہیں کر سکتا لہذا مقدمات و خصوصیات میں انسان کو خود جائزہ لینا چاہیے کہ وہ حق پر ہے کہ نہیں اور اپنے ضمیر کے فیصلے کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

کبیرہ گناہوں میں سے تین بڑے گناہ

☆ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَلَا أَنْبِئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلَاثًا)) قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَكِنًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ)) قَالَ فَمَا زَالَ يَكْرُرُهَا حَتَّى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ (صحيح البخاری)

حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”کیا میں تمہیں بڑے گناہوں میں سے بھی تین سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں نہ آگاہ کروں“۔ میں نے عرض کی ضرور اللہ کے رسول ﷺ اس پر آپؐ نے فرمایا ”پہلا تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے اور دوسرے والدین کی نافرمانی، اور آپؐ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے لیکن پھر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا میری بات غور سے سنو، جھوٹی گواہی سے بچ کر رہو“ اور اس کو آپؐ نے اتنی بار دہرایا کہ میں نے دل میں کہا کاش آپؐ خاموش ہو جائیں۔

فائدہ: جھوٹی گواہی میں بھی انسان ظلم کرتا ہے کہ کسی کا ناجائز حق دلاتا ہے اور کسی کا جائز حق مروا تا ہے اس لیے اس کا ذکر شرک کے ساتھ کیا گیا کیونکہ شرک بھی ظلم ہے۔ جھوٹ یا جھوٹی گواہی کی حرمت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا ذکر بتوں کے ساتھ کیا ہے۔ سورہ حج آیت ۳۰ میں فرمایا ﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ ”بچو بتوں کی گندگی سے اور بچو جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے“۔

دعا کی اہمیت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ)) (ترمذی)

سیدنا ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو اللہ سے نہیں مانگتا تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے“۔

قبولیت دعائے بندہ مسلم

☆ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عِبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٍ يَدْعُو اللَّهَ بِدَعْوَةٍ إِلَّا آتَاهُ اللَّهُ إِيَّاهَا أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا (أَوْ يَدْخِرُ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَهَا) مَالٌ يَدْعُ بِائْتِمَارِهِ أَوْ قَطِيعَةٍ رَحِمٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ إِذَا نَكَّرْتُ قَالَ ((اللَّهُ أَكْثَرُ)) (سنن الترمذی، ☆ مستدرک حاکم)

حضرت جبیر بن نفیرؓ سے مروی ہے کہ عبادہ بن صامتؓ نے بیان کیا ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ”کرہ زمین پر جو بھی مسلم انسان اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پکار قبول فرماتے ہیں۔ قبولیت یوں ہوتی ہے کہ یا تو وہی دے دیا جاتا ہے یا اس کے برابر اس کی برائی دور کر دی جاتی ہے۔ (یا ایک دوسری روایت میں ہے کہ اسے آخرت کا ذخیرہ بنا لیا جاتا ہے) جب تک وہ کوئی گناہ کی یا قطع رحمی کا سوال نہیں کرتا“۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کی کہ پھر ہمیں کثرت سے مانگنا چاہیے تو آپؐ نے فرمایا ”اللہ کے پاس بھی بہت فراخی ہے“۔

فائدہ: قرآن مجید میں فرمایا گیا کہ ﴿أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَا فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي﴾ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ہر پکارنے والے کی پکار قبول کرتا ہوں جب بھی مجھے پکارتا ہے پس چاہیے کہ مانگنے والا میری بات بھی مانے اور مجھ پر یقین بھی ہو کہ میں دینے والا ہوں۔ بندہ مسلم سے مراد ایسا انسان ہے جو واقعی اس کا فرماں بردار ہو۔

دعا قبولیت کی امید رکھتے ہوئے اچھے گمان کے ساتھ مانگنی چاہیے

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشَيْءٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْسِسُ أَتَيْتُهُ هَرُوكَةً)) (صحیح بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے متعلق گمان کرتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ کسی محفل میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس محفل سے بہتر محفل میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ میرا بندہ میری طرف بالشت بھرتا ہے تو میں اس محفل سے بہتر محفل میں اگر وہ ہاتھ بھر میرے قریب آتا ہے تو میں دو ہاتھ بھرا اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔“

فائدہ: بندہ عاصی کے لیے کتنی بڑی نوید ہے۔ اگر بندے ذرا سا بھی اللہ کی طرف رجوع کریں تو اللہ اپنی رحمت سے متوجہ ہو کر اپنا تقرب اور نیکی کی مزید توفیق عطا فرماتے ہیں اللہ کی ذات سے اچھا گمان رکھنا چاہیے اور اس کی رحمت سے مایوس کبھی نہ ہونا چاہیے۔

درود و سلام کی فضیلت

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((أَوَّلِي النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ)) [قَالَ أَبُو عِيْسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ] وَرَوَى عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا وَكَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرُ حَسَنَاتٍ)) (سنن الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”قیامت کے

دن مجھ سے قریب ترین وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہوگا۔“ اور آپؐ نے فرمایا ”جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے (میرے لیے رحمت و سلامتی کی دعا کرتا ہے) اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور اس پر اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔“

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عَنْدهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ أَنْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَذْرَكَ عَنْدهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ)) (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ”اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جائے کہ اس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ اس پر رمضان آئے اور گزر جائے اس سے پہلے کہ وہ بخش نہ دیا جائے اور اس شخص کی ناک خاک آلود ہو کہ اپنے ماں باپ میں سے ایک یا دونوں کا بڑھاپا پائے اور وہ اسے جنت میں داخل نہ کروادیں۔“

☆ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتَّى تُصَلِّيَ عَلَى نَبِيِّكَ ﷺ (سنن الترمذی)

سیدنا عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں ”دعا آسمان اور زمین کے درمیان موقوف رہتی ہے اور اس میں سے کچھ بھی آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتا جب تک تم اپنے نبی پر درود نہ بھیج لو۔“

☆ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ نَسِيَ الصَّلَاةَ عَلَى خَطِئَةٍ طَرِيقَ الْجَنَّةِ)) (سنن ابن ماجہ)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا وہ جنت کے راستے سے بھٹک گیا۔“

☆ عَنْ أَبِي دُرْدَاءٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصْبِحُ عَشْرًا وَحِينَ يُمْسِي عَشْرًا أَذْرَكَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(صحیح الجامع الصغیر و زیاداتہ رقم الحدیث: ۶۳۵۷)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ”جو شخص مجھ پر صبح و شام دس دس بار درود پڑھے گا اسے قیامت والے دن میرے شفاعت ملے گی“

مختصر درود شریف

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ))

اے اللہ سلامتی اور رحمت نازل فرما محمد نبی امی ﷺ پر اور آل محمد ﷺ پر (سنن ابی داؤد)

صدقات و انفاق

☆ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَيُّكُمْ مَالٌ وَارِثُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ قَالَ ((فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ وَمَالٌ وَارِثُهُ مَا آخَرَ)) (صحیح البخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم میں کون ہے جسے اپنے ورثہ کا مال اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے“۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ہم میں سے کوئی نہیں ہے جسے اپنا مال زیادہ محبوب نہ ہو۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ”کسی شخص کا مال وہ ہے جو وہ آگے بھیج دے اور جو وہ پیچھے چھوڑتا ہے وہ تو اس کے وارثوں کا مال ہے“۔

فائدہ: اب تو یہی حاصل زندگی ہے کہ کتنے پلاٹ لے لیے ہیں اور بچوں کے لیے کتنا جمع کر لیا ہے اور اسے ہی اثاثہ سمجھا جاتا ہے۔ اپنی آخرت کی تو کوئی پروا ہی نہیں کیونکہ امت مرحومہ میں جو پیدا ہو گئے ہیں۔ حالانکہ امتیوں کو ہی حکم دیا جا رہا ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو۔

سات قابل رشک و قابل تقلید کردار

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمْ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ رَبِّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى

حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالَهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ))

(صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ”قیامت کے دن سات قسم کے انسانوں کو اللہ تعالیٰ سایہ نصیب کرے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس سایہ نہ ہوگا۔

① عادل حکمران ② نوجوان عبادت گزار ③ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے ④ وہ دو آدمی جو اللہ کے لیے باہم محبت کرتے ہیں اسی محبت پر اکٹھے رہتے ہیں اسی پر بچھڑتے ہیں۔ ⑤ وہ شخص جسے خاندانی خوبصورت عورت برائی کی دعوت دے لیکن وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ ⑥ وہ شخص جو صدقہ اس طرح چھپا کر کرے کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہ جان سکے کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔ ⑦ وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے تو اس کے آنسو بہہ نکلیں۔“

سوال کرنے کی ممانعت

☆ عَنْ قَبِيصَةَ بِنِ مُخَارِقِ الْهَلَالِيِّ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((أَقِمِّي يَا قَبِيصَةُ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا)) ثُمَّ قَالَ ((يَا قَبِيصَةُ إِنَّ الْمُسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدٍ ثَلَاثَةِ رَجُلٍ تَحْمَلُ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمُسْأَلَةُ فَسَالَ حَتَّى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكُ وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَا حَتَّى مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمُسْأَلَةُ فَسَالَ حَتَّى يُصِيبَ قَوْمًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ قَالَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ وَرَجُلٌ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتَّى يَقُولَ ثَلَاثَةً مِنْ ذَوِي الْحِجَبِ مِنْ قَوْمِهِ قَدْ أَصَابَتْ فَلَانًا الْفَاقَةَ فَحَلَّتْ لَهُ الْمُسْأَلَةُ فَسَالَ حَتَّى يُصِيبَ قَوْمًا مِنْ عَيْشٍ أَوْ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكُ وَمَا سَوَاهُنَّ مِنَ الْمُسْأَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحَّتْ يَا كُلُّهَا صَاحِبُهَا سُحَّتْ)) (سنن ابی داؤد)

حضرت قبیصہ بن مخارق الہلالی بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر ایک ضمانت پڑ گئی تو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ”اے قبیصہ! انتظار کرو یہاں تک کہ ہمارے پاس کوئی صدقہ کا مال آئے تو ہم آپ کو اس سے دلادیں گے“۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ”قبیصہ سوال کرنا

جائز نہیں ہے مگر تین قسم کے (لوگوں) کے لیے۔ ایک وہ شخص جس پر ضمانت پڑ جائے تو وہ مانگ سکتا ہے تاکہ وہ رقم پوری ہو جائے تو وہ رک جائے، دوسرے وہ جس پر کوئی آفت پڑ جائے اور اس کا سرمایہ ختم ہو جائے تو وہ سوال کر لے، یہاں تک کہ اس کی روزی کا سامان ہو جائے یا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہو یہاں تک کہ اس کی قوم کے تین آدمی گواہی دیں تو وہ بھی روزی حاصل کرنے کے لیے سوال کر سکتا ہے، اس کے سوا جو مانگ کر کھاتا ہے، اے قبیضہ! وہ حرام کھاتا ہے۔

فائدہ: اگر یہ احساس نہیں ہے تو صرف مسلمانوں میں۔ باقی اقوام تو عزت نفس کا پاس کرتی ہیں لیکن مسلمان بھکاری بن چکا ہے چاہے فرد ہو یا قوم۔ یہ تو مانگ کر کھانے کو شرف سمجھتے ہیں۔

سوال محتاجی کا دروازہ کھولتا ہے

☆ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((ثَلَاثٌ وَاللَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنْ كُنْتُ لِحَالِفًا عَلَيْهِنَّ لَا يَنْقُصُ مَالٌ مِنْ صَدَقَةٍ فَتَصَدَّقُوا وَلَا يَعْفُوا عَبْدٌ عَنْ مُظْلَمَةٍ يَتَّبِعُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ إِلَّا زَادَهُ اللَّهُ بِهَا عَزًّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ)) (مسند احمد)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اور میں اس پر قسم اٹھاتا ہوں کہ صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ بندہ مظلوم اگر اللہ کی رضا کے لیے معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلندی عطا کرتے ہیں یا فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی عزت میں اضافہ فرمائیں گے۔ جب کوئی شخص سوال کرنا شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔“

فائدہ: اس وجہ سے پوری مسلم دنیا فقری کی زندگی گزار رہی ہے کیونکہ انہیں تو چند دنوں کی عیاشی چاہیے، خواہ عزت نفس کا دھیلہ نہ رہے اور یہ بھی اس لیے ہے کہ امت شرف انسانیت کو بھول چکی ہے۔

زُہد کا بیان

دنیا کی حقیقت

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((الْدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ)) (صحیح مسلم، سنن ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ”دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔“

فائدہ: قید خانہ وہ جگہ ہے جہاں انسان کو پابندی کی زندگی گزارنی پڑتی ہے اور بندہ مومن جب تسلیم کر لیتا ہے کہ میرا مالک اللہ ہے تو گویا اس نے خود پابندی اختیار کر لی اور گویا مالک کی غلامی کا قلابہ اپنی گردن میں ڈال لیا۔ اب اسے واقعی اپنی خواہشات اور پسند کو مالک کے حکم کا پابند کرنا چاہیے، یہ تقاضہ ہے اللہ کو مالک ماننے اور ایمان باللہ کا۔ ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کے مالک ہونے کا اقرار بھی کرتا ہے اور پھر اپنی مرضی کی زندگی گزارتا ہے تو اس نے دنیا کو جنت قرار دے لیا ہے جو کافر کا طرز عمل ہے کیونکہ کافر اپنا کوئی مالک نہیں مانتا اس لیے من چاہی زندگی گزارتا ہے اور جنت کی زندگی یہی ہے جہاں پر انسان کی من پسند زندگی اسے مل جائے گی۔ ایمان اور کفر کا بالفعل یہی فرق ہے جو آخرت میں کامیابی اور ناکامی کا معیار ہے۔ اسی لیے قرآن مجید میں ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کو کامیابی کا لوازم قرار دیا گیا ہے۔ اور بغیر تقویٰ کے کامیابی کی کہیں کوئی ضمانت نہیں دی گئی۔ جو شخص ایمان لا کر اپنے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی نہیں کرتا تو گویا وہ بدعہد ہے اور یہی حقیقت ہے جیسے رسول ﷺ نے اپنے فرمان میں بیان فرمایا ہے کہ ((لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ)) (متفق علیہ) ”اس شخص کا کوئی دین نہیں ہے جو عہد کی پاسداری نہیں کرتا“ گویا شہادت لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ ایک عہد ہے جو انسان خود اختیار کرتا ہے اور پھر اس کی پاسداری اس کی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ جو یہ ذمہ داری پوری کرتا ہے آخرت میں من چاہی زندگی پالے گا اور جس نے یہ پابندی اختیار نہ کی اسے وہاں اس جیل کا پابند کر دیا جائے گا جو جہنم کے نام سے موسوم ہے۔

آخرت کو غم بنالیا جائے تو پھر کوئی غم، غم نہیں رہتا

☆ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((مَنْ كَانَتْ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ غَنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ)) (رواہ رزین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”آخرت جس کا غم بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں (اس دنیا سے) غناء پیدا کر دیتے ہیں اور اس کے معاملات کو سمیٹ دیتے ہیں اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس شخص کا غم دنیا بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان فقر لکھ دیتے ہیں اور اس کے لیے اس کے معاملات کو بکھیر دیتے ہیں اور دنیا سے اسے پھر بھی وہی ملتا ہے جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر رکھا ہے۔“

فائدہ: انسان کو جتنی بھی دنیا مل جائے کبھی مطمئن نہیں ہوتا بلکہ اس کی تمنائیں اور خواہشیں اور بڑھ جاتی ہیں۔ اس کا گھر بھرا ہوتا ہے لیکن وہ فقیر ہوتا ہے اور جو شخص خلوص قلب سے اللہ کی طرف بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنوں کے دل رحمت و محبت سے اس کی طرف مائل کر دیتے ہیں اور ہر چیز کو اسے جلد پہنچا دیتے ہیں۔

جنت مخالفتِ نفس اور آزمائش کے سائے میں ملتی ہے

☆ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((حُبِّ النَّارِ بِالشَّهَوَاتِ وَحُبِّ الْجَنَّةِ بِالْمُكَارِهِ)) (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ”جہنم ڈھانپ دی گئی ہے من پسند چیزوں سے اور جنت ڈھانپ دی گئی ہے غیر پسندیدہ چیزوں سے۔“

فائدہ: دوزخ کو جو راستہ جاتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے اتنی دلکش دنیاوی خواہشات رکھ دی ہیں کہ انسان انہیں کا رسیا ہو جاتا ہے جو اسے دوزخ تک پہنچا دیتی ہیں۔ وہ اپنے نفس کی خواہشات اور دنیا کی زیب و زینت کو ہی زندگی سمجھ بیٹھتا ہے اور ان میں اتنا لگن ہوتا ہے کہ آخرت کا خوف

اور محاسبہ اس کی نظر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں کتنا واضح کیا گیا ہے کہ جو کچھ بھی تمہیں دنیا میں عطا کیا جاتا ہے یہ صرف چند دن برتنے کا سامان ہے، یہ ساتھ دینے والا اور باقی رہنے والا نہیں ہے۔ اور یہ دھوکے کا سامان ہے۔ لیکن نادان انسان اس پر اتنا فریفتہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے اتنا متکبر اور شیخی خورہ ہو جاتا ہے کہ اپنی آخرت تباہ کر بیٹھتا ہے۔ اور جنت کے راستے میں اللہ تعالیٰ نے اتنی دشواریاں اور ناپسندیدہ چیزیں رکھ دی ہیں کہ انسان ان کو اختیار کرنے سے گھبرا جاتا ہے حالانکہ یہ مشکلات ہی اصل میں کشادگی کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔ انسان جب تک زندگی کے امتحانات سر نہیں کرتا اعلیٰ مرتبہ نہیں حاصل کرتا اور اگر ان امتحانات سے گھبرا کر بیٹھ جائے تو اعلیٰ مراتب سے محروم رہتا ہے۔ یہی معاملہ جنت کو حاصل کرنے کا ہے۔ اصل ایمان بالآخرۃ ہی انسان کو صبر کے مراحل طے کرنے کی ہمت عطا کرتا ہے اور جنت کی رعنائی اس کے حوصلے کو بڑھاتی ہے کہ وہ ان مشکلات میں ثابت قدمی اختیار کر کے جنت تک پہنچ جاتا ہے۔ اصل قدر بھی اسی نعمت کی ہوتی ہے جو تک و دو کے بعد حاصل کی جائے ورنہ آسانی سے مل جانے والی نعمت جلد زائل ہو جاتی ہے اور اس کی قدر بھی نہیں ہوتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنت جیسی نعمت کو صبر و شکر اور امانت سے متعلق کر دیا ہے۔

☆ — ☆ — ☆